INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

۳۰
۲۸ رجب تا ۴ شعبان ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کا کردار
چند شبہات کا ازالہ

مرزائیت کے استیصال میں مولانا غلام غوث ہزاروی کا تاریخی کردار

حضرت اماں

ملک و ملت کے غدار
مرزائیوں کا مکروہ پروپیگنڈہ

قادیانیت
اسلام کے مقابل گھناؤنی سازش

نعت شریف

عبدالکریم ثمر

روان ہے روحِ بہاراں حضورؐ کی خاطر
سنور رہے ہیں گلستاں حضورؐ کی خاطر

یہ مرتبت کہ حریم جمال میں قدسی
کھڑے ہیں دست بداماں حضورؐ کی خاطر

کلی کلی ہے مزین بہارِ نَو کے لیے
چمن چمن ہے گل افشاں حضورؐ کی خاطر

سحر شکار ہیں مژگاں پہ آنسوؤں کے نجوم
خوشا یہ جشنِ چراغاں حضورؐ کی خاطر

ٹھہر ٹھہر کے ہوا بارشِ کرم کی طرح
نزولِ مصحفِ قرآں حضورؐ کی خاطر

قدم قدم ہیں رواں قافلے مدینے کو
حدی بلب ہیں شتربان حضورؐ کی خاطر

گھرا ہوا ہے بصد شوق و احترام و ادب
فضا میں ابرِ خراماں حضورؐ کی خاطر

چھلک رہے سمندر بہ فیض پابوسی !
رواں ہے چشمۂ حیواں حضورؐ کی خاطر

کبھی حیا سے نہ اُٹھی تھی جو کسی کی طرف
کھلی وہ چشم غزالاں حضورؐ کی خاطر

وہ کن فکاں کے عوامل وہ سرودِ گل کے امیں
ہیں کائنات بداماں حضورؐ کی خاطر

اٹھا کے لائی حریم جمال کے جلوے
نگارِ صبح درخشاں حضورؐ کی خاطر

بجا بجا کہ بہ حسنِ ادب شبِ معراج
تھمی تھی گردشِ دوراں حضورؐ کی خاطر

ثنا و حمد و ستائش میں محو ہے اب تک
تمام عالمِ امکاں حضورؐ کی خاطر

سوادِ عشق میں پہنچے غلام بن کے بکے
بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ حضورؐ کی خاطر

الٰہی لولوئے مکنون ہو بفیض حضورؐ !
مری تراوشِ مژگان حضورؐ کی خاطر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

۲۸ رجب تا ۴ شعبان ۱۴۱۶ھ
بمطابق ۲۲ تا ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء

جلد ۱۴
شمارہ نمبر ۳۰

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل ڈیزائن
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ
عاصمہ جہانگیر پہ حملے کی تحقیقات کرائی جائے ٦
مجلس احرار اسلام کا کردار ٨
مولانا غلام غوث ہزاروی کا تاریخی کردار ١٢
مرزائیوں کا مکروہ پروپیگنڈہ ١٧
حضرت لقمان ٢٠

قیمت ۳ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر ○ یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳۰ کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۰۰ روپے
ششماہی ۱۰۰
سہ ماہی ۶۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ [illegible] کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امریکی تسلط کاالارم۔۔۔۔۔۔راہ عمل کاتعین!

ماہ دسمبر کے اخبارات پر سرسری نظرڈالنے سے یہ تاثر حقیقت بن کر سامنے آجاتا ہے کہ دنیا کی واحد سپر طاقت امریکہ بہادر کا طرز عمل پاکستان کے اندرونی معاملات میں اندازمداخلت سے تجاوز کرکے نفاذ احکام کی شکل اختیار کرچکا ہے۔ امریکی ایجنسی ایف بی آئی کا دائرہ کار کراچی سے بڑھ کر حیدر آباد تک پہنچنے کی خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ کراچی بندرگاہ کے برتھ امریکیوں کے حوالے کرنے کی تصدیق سرکاری اعلانات کی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ اور اب بین الاقوامی ذرائع ابلاغ نے جنوبی ایشیا کے حوالے سے پاکستان اور خصوصی طور پر کراچی سے امریکی مفادات کے تحفظ کا عنوان دے کر پاکستانی سیکورٹی کی ناکامی اور بدعنوانی کو موضوع بحث بناکر تبصروں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ بعض حلقوں کا خیال ہے کہ اقوام متحدہ کے نام پر بین الاقوامی سیکورٹی فورسز عنقریب یہاں اتاری جائیں گی۔ سندھ کے دو حصے کرکے بوسنیا اور صومالیہ کی تاریخ پھر دہرائی جائے گی۔

تقریباً اڑھائی صدی قبل انگریزی بحری قافلے بھی برصغیر ہند میں تاجر کے بھیس میں داخل ہوئے تھے۔ کلکتہ کی بندرگاہ پر سہولتیں حاصل کرکے اقتصادی طور پر حکومت کا کنٹرول حاصل کرلیا۔ سلطنت مغلیہ کے فرمانروا عیش و طرب کو جاری رکھنے کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی سے مالی امداد کے محتاج ہوگئے۔ بنگال اور پھر دیگر علاقوں کا انتظام ایسٹ انڈیا کمپنی کی تحویل میں چلاگیا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے بنیادی کام زمینوں کی ملکیت کے بارے میں کیا۔ بندوبست دوامی کے عنوان سے قانون کانفاذ ہوا۔ جس کے نتیجہ میں دینی علوم کے اداروں کے لئے تمام وقف املاک ان اداروں کی انتظامیہ کے ہاتھ سے نکل کر انگریزوں کے کنٹرول میں چلی گئیں۔ مسلمانوں کے پاس جتنی جاگیریں تھیں بیشتر قدیم ہندو مالکان کی ملکیت قرار پا گئیں۔ دیگر نتائج کے علاوہ اس بندوبست دوامی کا سب سے تباہ کن اثر یہ ظاہر ہوا کہ دینی علوم کے تعلیم و تعلم کا سارا نظام منتشر ہو کر رہ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ ملکی قوانین انگریزی مفادات کے تحفظ کی خاطر بدلنے لگے۔ آخر وہ مقام آن پہنچا کہ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر وجوب جہاد کا اعلان فرمایا۔ سید احمد شہید کی جماعت مجاہدین وجود میں آئی اور بالاکوٹ کی خونی تاریخ رقم ہوئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی شروع ہوئی۔ غداران ملت نے غلامی کی مضبوط زنجیروں میں پوری قوم کو جکڑ کر انگریزی اقتدار کی چوکھٹ پر ڈال دیا۔ قریہ قریہ پھانسیاں لٹکادی گئیں۔ لاکھوں فرزندان توحید علماء حق کے ساتھ تختہ دار پر چڑھا دیئے گئے۔ بہت سے جزائر انڈمان (کالے پانی) پہنچادیئے گئے۔ بھری پری آبادیوں پر بلڈوزر پھیر دیئے گئے۔ اس بربریت و چنگیزیت سے گھائل برصغیر پر انگریزی امپیریلزم کا سورج ابدی اقتدار کے زعم میں نصف النہار تک پہنچ گیا۔ انگریزوں نے ظلم و بربریت کے گزشتہ تمام تاریخی ریکارڈ توڑ ڈالے۔ لیکن مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو ختم کرنے میں ناکامی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ سرسید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی دو مہرے انگریز جواریوں کے ہاتھ لگے۔ سرسید احمد خان نے قوم کا خیر خواہ بن کر انگریزی تعلیم کا خوب صورت جال پھیلایا اور مرزا قادیانی نے اجرائے نبوت کا من گھڑت تصور پیش کرکے نئے نبی کے طور پر خود کو پیش کردیا۔ دونوں کے میدان کار بظاہر مختلف تھے مگر بنیادی مقصد یہی تھا کہ انگریز کافروں کے مقابلے میں مسلمانوں سے جذبہ جہاد ختم کردیا جائے۔

تاریخ نے انگڑائی لی۔ انگریزی اقتدار کی سیاسی بساط لپٹ گئی۔ مگر مذکورہ بالا انگریزی مہروں کی کارگزاری نے امت کو نئی الجھنوں میں مبتلا کردیا۔ سرسید کے کام نے امت کے بڑے حصے کو دینی علوم سے بے بہرہ کرکے تابناک ماضی سے اس کا رشتہ کاٹ کر انگریزوں کی ابدی ذہنی و قلبی غلامی سے جوڑ دیا۔ یہی انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ انگریزوں کی نگرانی میں برصغیر کے دونوں ملکوں' ہندوستان اور پاکستان' پر مسلط کردیا گیا۔ پاکستان میں اس طبقہ نے اقتدار پر قابض ہو کر دین اور اہل دین پر دو طرفہ سیاسی حملہ کیا۔ آئین و قانون کی راہ سے قرآن و سنت کو تختہ مشق بنایا۔ انگریزی قانون کا پورا تسلط قائم رکھا۔ ادھر سیاسی سازشوں کے ذریعہ دوسرے انگریزی مہرے مرزا غلام

احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو مختلف حیلوں بہانوں سے تحفظ فراہم کرنے کا راستہ اپنایا۔ اس کی خاطر ۱۹۵۳ء میں ہزاروں فرزندان توحید کے خون سے لاہور کی سرزمین کو سیراب کیا گیا۔

انگریزوں کی جگہ امریکہ نے لے لی۔ اسلام کے نام پر حاصل ہونے والے ملک پاکستان کو اعلیٰ انگریزی تعلیم یافتہ مقتدر طبقے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت نے انتہائی بھونڈے انداز میں سازش کرکے دولخت کردیا۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء پاکستان کی تاریخ کا وہ بدترین دن تھا جب مسلمانوں کی ترانوے ہزار کی فوج نے ہندو بنئے کے سامنے ہتھیار ڈال کر فوجی وردیاں اس کے حوالے کردیں۔ سنا ہے ان میں موجودہ وزیر داخلہ جنرل (ر) نصیر اللہ بابر بھی شامل تھے۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو آئینی طور بھی غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ افسوس صد افسوس کہ اس کے بعد مارشل سمیت آٹھ حکومتیں بدلیں۔ آئین کی حفاظت اور اس کے نفاذ کا حلف اٹھایا لیکن ہر حکومت نے آئین کی اسلامی دفعات کی دھجیاں بکھیردیں۔ جس پارٹی کے ذریعہ بے آئین ملک کو آئین ملا اسی نے اس کو سب سے زیادہ پامال کیا۔

دسمبر ۱۹۹۵ء گزر رہا ہے۔ بنگلہ دیش کا پرچم پاکستان وجود میں آنے کے تقریباً" چوبیس سال بعد فضا میں لہرایا تھا اور اس کو لہراتے ہوئے اب ٹھیک چوبیس سال ہوگئے ہیں۔ قومی پریس کے تجزیوں کے مطابق کراچی اور اس کے ملحقہ علاقوں میں ٹھیک وہی حالات پیدا کردیئے گئے ہیں جو اس وقت مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش میں تبدیل کرنے کا ذریعہ بنے تھے۔ امریکہ ــــــ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح ــــــ کراچی کے برتھوں پر کنٹرول حاصل کرچکا ہے۔ عالمی بینک اور آئی ایم ایف امریکی شرائط پر دھڑا دھڑ قرضے فراہم کررہے ہیں۔ فحاشی و عریانی کے مراکز تعمیر کرنے کی خبریں آرہی ہیں۔ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ مغربی طرز کی مخصوص تفریح گاہیں بنائی جارہی ہیں۔ پاکستانی عدالتوں نے انصاف کی فراہمی سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ امریکی عدالتوں میں پاکستانیوں کو مجرم ثابت کرنے کی راہ اختیار کی جارہی ہے۔ امریکی خوشنودی کی خاطر راسخ العقیدہ مسلمانوں کو بنیاد پرست قرار دے کر حکمران ان کے خلاف پیشگی اعلان جنگ کرچکے ہیں۔ ان سطور میں ہم نے مسلسل علماء امت اور اصحاب فکر کو متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب پانی سر سے گزر چکا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح اب صورت حال اس طرح ہوگئی ہے کہ ملک اللہ کا' حکومت جمہوری اکثریت کی اور حکم امریکہ بہادر کا' ہی خواہان ملت اب بھی خواب گراں سے بیدار نہ ہوئے اور کسی راہ عمل کا تعین کرنے سے پہلو تہی کی روش پر قائم رہے تو تاریخی نتائج کا ظہور آنے والے کل کی مانند یقیناً" عمل میں آئے گا۔ ایسی ہی روش کا خمیازہ افغانستان تقریباً" اٹھارہ سال سے بھگت رہا ہے' پندرہ لاکھ سے زائد انسانوں کی قربانی بھی "غفلت" کا کفارہ نہیں بن سکی ہے۔

تسلیمہ نسرین کا اعتراف جرم ــــــ توبہ کا دروازہ کھلا ہے!

بنگلہ دیش کی بدنام زمانہ مصنفہ تسلیمہ نسرین نے اسلام کے خلاف اپنی شیطانی ہرزہ سرائی کے جرم کا اعتراف کرلیا ہے۔ اخبارات میں اس کی طرف منسوب خبر اس طرح شائع ہوئی ہے:

> ڈھاکہ (اے پی پی) بنگلہ دیش کی گستاخ رسول ناول نگار تسلیمہ نسرین نے اعتراف کیا ہے کہ اس کے بھارت کی رسوائے زمانہ خفیہ ایجنسی "را" کے ساتھ روابط تھے اور اسی کے ورغلانے پر اس نے توہین رسالت اور اسلام دشمنی پر مبنی مواد تحریر کیا تھا۔ یہ بات اس نے سویڈن کے شہر سٹاک ہوم میں اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہی جہاں وہ ان دنوں خود ساختہ جلاوطنی کے دن گزار رہی ہے۔ "ہندوستان ٹائمز" نے "یونائیٹڈ نیوز آف انڈیا" کے حوالے سے بتایا ہے کہ تسلیمہ نسرین نے یہ انکشاف بھی کیا کہ سویڈن میں اس کی ذہنی اور معاشی حالت انتہائی ابتر ہے اور اس کو اس حال تک پہنچانے کی تمام تر ذمہ داری "را" پر عائد ہوتی ہے جس نے اس کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مشتعل کرنے کے لئے استعمال کرنے کے بعد اب آنکھیں بدل لی ہیں۔ تسلیمہ کا کہنا ہے کہ اس نے متعدد بار سویڈن کی زندگی سے تنگ آکر بھارت جانے کے لئے ویزہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس کو ہر بار انکار کردیا گیا۔ واضح رہے کہ تسلیمہ نسرین کی انتہائی توہین آمیز اور اشتعال انگیز تحریروں کے بعد بنگلہ دیش کے عوام میں اس کے خلاف شدید نفرت پیدا ہوگئی تھی اور اس کو بھی مذہبی حلقوں کی طرف سے سلمان رشدی کی طرح واجب القتل قرار دیا گیا تھا جس کے بعد بعض مغربی ممالک کے سفارت کاروں کی مداخلت پر وہ نہایت خاموشی کے ساتھ سویڈن چلی گئی تھی۔
>
> (روزنامہ خبریں لاہور ۱۹ دسمبر ۱۹۹۵ء)

یہودی لابی نے شیطانی آیات کے مصنف سلمان رشدی کو استعمال کیا اور بدبختی کے قعر مذلت میں دھکیل دیا۔ چند روزہ زندگی کی موہوم عیش و نشاط کی خاطر تسلیمہ نسرین بھی اس کے جال میں پھنس گئی۔ بدنام شہرت کی طلب نے اسے بیک وقت نصف درجن کے قریب شوہروں کے حوالے کردیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں عیش و نشاط اور شہرت کا بھوت اسے بدکاری و بدنامی کی دلدل میں تنہا چھوڑ گیا۔ اب شاید اسے اپنی ساری کارگزاری کے جرم کا احساس ہوگیا ہے۔ احساس جرم کے ساتھ ندامت اور پھر اپنے رب کے حضور توبہ کی توفیق ہوجائے تو امید ہے کہ فکر و عمل کی راہ بدل جائے۔ ہماری دعا ہے کہ توہین ناموس رسالت کے مرتکبین اور اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دینے والے ایسے تمام مجرموں کو اللہ رب العزت توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد اسماعیل شجاع آبادی لاہور

عاصمہ جہانگیر پر حملے کی اعلیٰ سطحی تحقیقات کرائی جائے

لاہور (نمائندہ خصوصی) جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان اور ہائی کورٹ کے سینئر وکیل ہیں۔ تمام دینی معاملات میں قانونی طور پر ملت اسلامیہ پاکستان کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔

گذشتہ دنوں لاہور کی ایک بدنام زمانہ لیڈی وکیل عاصمہ جہانگیر کے گھر پر کسی نے حملہ کیا' خزان پستول' رائفل' ماؤزر سے مسلح تھے' اور عاصمہ کے پورے خاندان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔

جس سے کوئی فرد نہ زخمی ہوا اور نہ ہی قتل ہوا' یہ ایک ٹیلی ڈرامہ تھا جس سے وزیرہ عظمیٰ سمیت پوری انتظامیہ متحرک ہو گئی۔ عاصمہ جہانگیر نے لاہور ہائی کورٹ میں پریس کانفرنس کرکے سارا ملبہ اسماعیل قریشی پر گرانے کی کوشش کی۔ ذیل میں "جواب آں غزل" کے طور پر جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کی پریس کانفرنس دی جا رہی ہے جو موصوف نے لاہور ہائی کورٹ کے "کیانی ہال" میں ۳۰ نومبر ۱۹۹۵ء کو کی۔

پریس کانفرنس

....

محمد اسماعیل سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ (چیئرمین ورلڈ ایسوسی ایشن آف مسلم جیورسٹس (پاکستان زون)

گزشتہ ہفتہ ایک خاتون ایڈووکیٹ عاصمہ جہانگیر نے اپنی پریس کانفرنس میں مجھ پر بے بنیاد' لغو اور مضحکہ خیز الزامات لگاتے ہوئے رکیک حملے کئے ہیں کہ میری ایماء پر چند نوجوانوں نے اس کے گھر پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ حملہ آور نہایت مہلک اور خطرناک ہتھیاروں سے مسلح تھے' مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ افراد خاندان میں سے نہ کوئی زخمی ہوا اور کسی کو ذرا بھی خراش نہیں آئی۔ کسی حملہ آور کا نام بھی رپورٹ ابتدائی میں درج نہیں ہے۔ ایک حملہ آور نے اپنی گرفتاری کے بعد اپنے کچھ ساتھیوں کے نام بتلائے جن میں ایک ملزم ضیاء کونین کو مبینہ واردات میں شامل بتلایا گیا ہے جو سنی تحریک کے اجتماع میں ملتان گیا ہوا تھا۔ اور اپنا نام اخبارات میں دیکھ کر غالباً پولیس مقابلہ کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ مقامی پولیس نے رضا کونین کے گھر پر چھاپہ مار کر اس کے چھوٹے بھائی سبطین کو گرفتار کر لیا اور دیگر رشتہ داروں کے گھر ریڈ کرنا شروع کر دیا۔ ضیا کونین کے والد کی درخواست پر میں نے ایس پی گلبرگ اور دیگر پولیس اہلکاروں کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی کہ ملزم کے بھائی جس کے خلاف کوئی الزام نہیں ملزم بھائی کی برآمدگی کے لئے حبس بے جا میں رکھا گیا ہے اور اس سلسلہ میں اس پر تشدد بھی ہو رہا ہے اور اس کے اہل خاندان کو ملزم کی برآمدگی کیلئے خوف زدہ اور ہراساں کیا جا رہا ہے جو بنیادی حقوق اور انسانی حقوق کے خلاف ہے جس پر ہائی کورٹ نے پولیس افسران متعلقہ کو درخواست گزار اور اس کے خاندان کے افراد کے خلاف غیر قانونی کارروائی سے روک دیا۔ اسی رٹ کی کاپیاں عاصمہ جہانگیر نے اپنی پریس کانفرنس میں موجود حضرات میں تقسیم کیں کیونکہ میری یہ کارروائی عاصمہ جہانگیر کی نظر میں حقوق انسانی کی خلاف ورزی ہے اور مجھے بھی اس واردات کی سازش میں ملوث کرنے کی شرمناک کوشش کی ہے۔ اس کے ثبوت میں اس نے میری کتاب "ناموس رسولؐ" اور "قانون توہین عدالت" کو پیش کیا ہے جو ایک ملزم کے گھر سے برآمد ہوئی ہے اور ایک ملزم سے یہ بیان بھی منسوب کیا گیا ہے کہ اس نے میری ں کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ واردات کی ہے۔ اس طرح کی سازش میں سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو ملوث کیا گیا تھا اور اب صوبائی حکومت کے ایک وزیر شیخ حاکم علی کو ملوث کر دیا گیا ہے جس میں ملزمان کا وکیل میں ہوں۔ اس کے بعد اب مجھے عاصمہ جہانگیر والے کیس میں ملوث کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ میری انسانی حقوق کی موجودہ رٹ اور ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں انسانی اور بنیادی حقوق کی درخواستوں پر فیصلے ہو چکے ہیں جو مختلف لاء جنرلز میں رپورٹ ہوتے رہتے ہیں لیکن اس کی

اصل وجہ یہ ہے کہ مسماۃ عاصمہ ایک غیر مسلم قادیانی جہانگیر نامی شخص سے شادی شدہ ہے جو ایک جھوٹے اور کذاب نبی مرزا غلام احمد کا پیروکار ہے جسے حضورؐ کی ختم نبوت اور ان کی تعلیمات سے انکار ہے اور عاصمہ جہانگیر اس کی آلہ کار ہے، اس لئے اندروں اور بیرون ملک وہ اسلامی احکامات اور اسلامی شعائر کا مذاق اڑاتی رہتی ہے۔ چنانچہ اس نے انڈیا، یورپ اور امریکہ میں قرآن اور سنت کے مقرر کردہ حدود لاز کو انسانی حقوق کے منافی قرار دیا ہے اس لئے وہاں اس کی پذیرائی ہوتی رہتی ہے۔ اسلامی قوانین سے وہ اندرونی طور پر بے حد خوف زدہ ہے اس لئے وہ مجھ سے بھی خوف زدہ ہے کیونکہ پاکستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ میں میری حقیر کوششوں کا بھی عمل دخل رہا ہے۔ قصاص اور دیت اور اسلام کا فوجداری قانون، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، امتناع قادیانیت اور قانون توہین رسالتؐ کے اجراء اور ان کے نفاذ سے میرا براہ راست تعلق ہے۔ علاوہ ازیں قادیانی انکوائری کمیشن میں، میں لاہور ہائی کورٹ بار کے پینل کا صدر بھی رہا ہوں جب کہ جناب قادر مرحوم و اعجاز بٹالوی صاحب قادیانیوں کی طرف سے پیروی کر رہے تھے۔ میں نے مسٹر جہانگیر کے نام نہاد خلیفہ وقت مرزا طاہر احمد کے خلاف فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ میں توہین عدالت کے مقدمات بھی دائر کئے ہوئے ہیں۔ سال ۱۹۹۳ء میں سپریم کورٹ میں قادیانیوں کے خلاف ختم نبوت اور مسلم امہ کی جانب سے بحیثیت کونسل پیش ہوتا رہا ہوں جہاں بفضلہ تعالیٰ قادیانیوں کو مسلمانوں کی مساجد اور شعائر اسلام کے استعمال سے ہمیشہ کیلئے روک دیا گیا ہے اور اس فیصلہ کی رو سے قرآن اور سنت کو ملک کا سپریم اور بالاتر قانون قرار دیا گیا ہے جس کی وجہ سے عاصمہ جہانگیر اور اس کے ہمنوا اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہیں اور مجھے اپنے راستے کا سنگ گراں سمجھتے ہوئے میرے خلاف یہ ناپاک مہم چلائی ہے۔ مجھے گالیاں دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ میں بدروح ہوں، عورتوں کا خونخوار دشمن ہوں، اور رات کی تاریکیوں میں ان کا خون چوستا ہوں اور انسانی حقوق کو پامال کرتا رہتا ہوں۔ موصوف کی انسانی حقوق کی پاسداری کا عالم یہ ہے کہ ان کی ٹیکسٹائل ملز جس کے لئے انہوں نے کروڑوں روپیہ کا قرض لیا ہے وہاں چائلڈ لیبر کم سن اور کم عمر بچوں سے جبری محنت اور مشقت لی جاتی ہے جس کی رپورٹ اور جس کے فوٹو بھی باہر ملکوں کی پرنٹ میڈیا نے شائع کئے ہیں۔ انڈیا کی "لاء ایشیاء کانفرنس" میں عاصمہ جہانگیر نے بڑھ چڑھ کر اسلامی قوانین کی مذمت کی ہے لیکن کشمیری بے بس مسلمان عورتوں، بوڑھوں، بچوں کے بے رحمانہ قتل اور معصوم خواتین کی اجتماعی عصمت دری پر انڈیا کے خلاف یا کشمیریوں پر مظالم کے خلاف، ان کے حق آزادی کی حمایت میں ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہیں نکلا۔ میں رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار ہوں۔ عورت کی، ماں، بہن، بیٹی اور رفیق حیات کی حیثیت سے جس طرح عزت اور محبت کی جاتی ہے اس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ عاصمہ جہانگیر کو غالباً یہ معلوم نہیں کہ بار کونسل اور لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے انتخابات کی ساری مہم کی انچارج بیرسٹر رابعہ قاری جیسی نڈر اور بے باک خاتون رہی ہیں جو پولیس تشدد سے ہلاک ہو گئی۔ سابق وزیر اعظم حسین شہید سہروردی مرحوم کی صاحبزادی اور ان کی نواسی جو ابھی زندہ ہے اور انٹرنیشنل ویمن فورم کی جنرل سیکریٹری مسز [illegible] کہ میرے دل میں خواتین کا کتنا احترام ہے۔ میری [illegible] تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ ہے چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ میری زندگی کا کامیاب ترین دن ہوگا۔ عاصمہ جہانگیر نے کئی وکلاء کے سامنے کہا ہے کہ اسماعیل قریشی کے گھر پر بھی قاتلانہ حملہ ہو سکتا ہے لیکن میں ایسی سوقیانہ دھمکیوں کی پرواہ نہیں کرتا کیونکہ یہ میری آرزو ہے۔ عاصمہ جہانگیر نے اپنی پریس کانفرنس میں یہ بھی کہا ہے کہ وہ میرے مقدمات کی فہرست دیکھ لیں جو مجرموں سے بھری پڑی ہے۔ میں خود ان مجرموں کے نام پریس کو پیش کر رہا ہوں جن میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی، میاں محمود علی قصوری مرحوم، چوہدری ظہور الٰہی مرحوم، سید افتخار علی گیلانی سابق وزیر قانون، حنیف رامے موجودہ اسپیکر پنجاب اسمبلی، حاجی محمد بوٹا موجودہ ممبر قومی اسمبلی، رانا عبدالرحیم خاں سابق چیئرمین بار کونسل، سینکڑوں وکلاء حضرات، یونیورسٹی اور کالج کے بے شمار طلباء اور طالبات، جن میں امیر العظیم اور ان کے ساتھی بھی شامل ہیں۔ سکھ ہائی جیکرز جیسے جنگ آزادی کے سورما، الطاف حسن قریشی، ضیاء الرحمٰن اور دیگر معروف اور نامور صحافی اور بے گناہ مرد اور عورتیں جو مارشل لاء میں حقوق انسانی اور آزادی سے محروم کر دیئے گئے، میری اس فہرست مجرمان میں شامل ہیں۔

عاصمہ جہانگیر کو شیشے کے گھر میں بیٹھ کر سنگ باری سے پرہیز کرنا چاہئے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ عاصمہ جہانگیر کی ان الزام تراشیوں اور دشنام طرازیوں کی تمام بار فورمز مکمل تحقیقات کریں تاکہ اس کے پس پردہ سازشی لابی جو بنیاد پرست مسلمانوں کے خلاف کام کر رہی ہے، کا انکشاف ہو اور اصل حقائق کھل کر سب کے سامنے آجائیں۔

قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کا کردار

چند شبہات کا ازالہ

روزنامہ جنگ لاہور کے ۱۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کے "قانون امتناع قادیانیت" ایڈیشن میں ایک مضمون بعنوان "قادیانیت۔ جھوٹے دعویٰ نبوت سے قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلوں تک۔ ایک جائزہ" شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار کا نام درج نہیں۔ معلوم نہیں یہ کن صاحب نے تحریر کیا ہے۔ اس مضمون میں بعض باتیں تاریخی طور پر غلط شائع ہوئی ہیں۔ جن سے قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام کی پالیسی کے بارے میں خاصے ابہام اور شبہات پیدا ہوئے ہیں۔ مضمون نگار لکھتے ہیں

ا۔۔۔۔ ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کا اجلاس طلب کیا۔ مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کردی گئی اور قادیانیت کے سدباب کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر مذہبی پلیٹ فارم تشکیل پایا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری" حسب سابق اس جماعت کے امیر قرار پائے۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر وغیرہ نے سیاست کو خیرباد کہہ کر تبلیغ عقیدہ ختم نبوت کے کام کو سنبھالا۔ بعض دیگر رہنما مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر سیاسی و عملی جدوجہد کے لئے شریک سفر ہو گئے۔ بعض احباب نے گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

۲۔۔۔۔ ۱۹۴۹ء کے اسی اجلاس میں امیر شریعت کی تقریر کا اقتباس بھی نقل کیا گیا ہے کہ

"ہم لوگ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے صرف قادیانی سرگرمیوں کو روکنے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے اپنی جدوجہد کو سیاسی مفادات سے بالائے طاق رکھ کر کام کریں گے۔

۳۔۔۔۔ مضمون نگار نے ۲۰ر ۲۱ر اپریل ۵۴ء کو حضرت امیر شریعت کے مکان ملتان میں قائدین احرار کے ایک اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے

"اس اجلاس میں فریقین نے دفاتر وغیرہ تقسیم کرلئے۔ اس طرح ۵۴ء میں اس تجویز کی عملی شکل ظہور میں آئی جس کا اعلان ۱۹۴۹ء میں کردیا گیا تھا"

سید کفیل بخاری

مندرجہ بالا اقتباسات میں حقیقت کو نظرانداز کرکے نہ صرف ابہام پیدا کیا گیا بلکہ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی تقریر کے الفاظ میں تحریف بھی کی گئی ہے۔ جن سے دو شبہات واضح طور پر ابھرتے ہیں۔

i۔۔۔ ۱۹۴۹ء میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام کو ختم کردیا تھا۔

ii۔۔۔ ۱۹۴۹ء میں ہی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے نئی مستقل جماعت تشکیل دے دی تھی۔ جس کا انہیں امیر منتخب کرلیا گیا تھا۔ جبکہ اصل صورت حال اس کے برعکس ہے۔

ا۔۔۔۔ ۱۲ر ۱۳ر اور ۱۴ جنوری ۱۹۴۹ء کو دہلی دروازہ لاہور میں "دفاع پاکستان احرار کانفرنس" منعقد ہوئی۔ اس موقع پر ورکنگ کمیٹی کا اجلاس بھی ہوا۔ جس میں ملکی حالات کے تناظر میں مجلس کی آئندہ پالیسی اور حکمت عملی یہ طے کی گئی کہ "مجلس احرار اسلام ملک کی انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی۔ مگر ملکی قومی امور میں اپنی رائے ضرور دے گی۔ علاوہ ازیں تبلیغی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کرکے زیادہ طاقت اس پر صرف کی جائے گی۔ جماعت کو قائم رکھا گیا۔ صرف دائرہ کار تبدیل کیا گیا۔ اس کے لئے جماعت کا شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت جو ۱۹۳۵ء میں قادیان میں قائم ہوا تھا اسے زیادہ فعال کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

۲۔۔۔۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے ۱۹۴۹ء میں کوئی مستقل یا الگ جماعت قائم نہ کی گئی تھی اور نہ ہی حضرت امیر شریعت ۱۹۴۹ء میں اس کے امیر چنے گئے تھے۔

صاحب مضمون کا تضاد ہی ہمارے موقف کی تائید ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا اجلاس ۴ر ۵ر ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہوا جس میں جماعت کے دستور وغیرہ کی تیاری شروع ہوئی"

مزید تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"۳ دسمبر ۱۹۵۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا پہلا انتخاب ہوا۔ جس میں امیر شریعت سید عطاء اللہ بخاری امیر' اور مولانا محمد علی جالندھری ناظم اعلیٰ مقرر ہوئے" (مضمون مذکور)

ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ

۱۔ ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت قائم ہی نہیں ہوئی تھی' اس لئے امیر شریعت اس کے امیر کیسے بن سکتے تھے۔

۲۔ پہلے انتخابی اجلاس کی تاریخ غلط ہے یہ ۱۳ دسمبر کو ہوا تھا۔

۳۔ ۴۹ء کے اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا اعلان نہیں ہوا۔

۴۔ اس اجلاس میں امیر شریعت نے اپنی تقریر میں "مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم" والا جملہ قطعاً" نہیں کہا۔ امیر شریعت کی تقریر سے قبل شیخ حسام الدین صاحب نے ورکنگ کمیٹی کی منظور کردہ قرار دادیں اجتماع میں پڑھ کر سنائیں۔ جماعت کی پالیسی کے متعلق طویل قرار داد کا یہ حصہ اس ابہام کی وضاحت کرتا ہے۔

" مجلس احرار اسلام کے مقاصد میں اسلام کی سربلندی کے ساتھ ساتھ وطن کی آزادی بھی شامل تھی' جو قیام پاکستان کے بعد سیاسی طور پر اب پوری ہو چکی ہے۔ لہذا "دفاع پاکستان احرار کانفرنس" کا یہ اجلاس غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرنا اپنا ملی فرض سمجھتا ہے کہ آئندہ سے مجلس احرار اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد و رسوم کو درست رکھنے اور خصوصاً" مسئلہ ختم نبوت کی مرکزی اہمیت کو برقرار رکھنے کے لئے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رہے گی۔ جو اراکین و ہمدردان احرار زمانہ حال کے موافق سیاسی خدمات سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ وہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اپنے روایتی اخلاص اور عملی انہماک سے ملک و ملت کی خدمت میں حصہ کو بن سکتے ہیں"

حضرت امیر شریعتؒ نے اس قرارداد کی تائید کرتے ہوئے فرمایا

" بھائی حسام الدین نے آپ کے سامنے جو قرارداد پیش کی ہے وہ مجلس احرار اسلام کی آئندہ پالیسی کی آئینہ دار ہے"

(حیات امیر شریعت' جانباز مرزا ص ۳۲۵)

اس میں کہیں بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ذکر نہیں۔ حضرت امیر شریعت کے خیال میں مجلس احرار اسلام کے وجود کو ختم کر کے کسی نئی جماعت کی تشکیل کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔ وہ ہر حال میں مجلس احرار اسلام کو قائم رکھنا چاہتے تھے۔

۲۴ دسمبر ۴۷ء کو خان گڑھ سے صدر مجلس احرار اسلام' ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام اپنے ایک مکتوب میں جماعت کی آئندہ پالیسی واضح کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں

"ملتان میں آپ کے اجلاس کو کامیاب دیکھنا چاہتا ہوں' چند باتیں لکھ دیتا ہوں۔ اگر احباب کو پسند ہوں تو بہتر ہے۔

۱۔ لیگ سے ہماری سیاسی کشمکش ختم ہو چکی ہے۔ اور الیکشن کے ساتھ ہی ختم ہو چکی تھی۔ اس وقت لیگ قوت حاکمہ ہے۔ مسلمانوں نے اسے بنایا اور قبول کیا ہے۔ پاکستان نہ صرف مسلم لیگ کا بلکہ کانگریس کا تقسیم پنجاب کے اضافے کے ساتھ تسلیم کردہ معاملہ ہے' جس پر "حضور" برطانیہ کی مہر ثبت ہے۔ اس میں صرف مسلم لیگ کو ہدف ملامت بنانا آئین شرافت سے بعید ہے۔ اگر اچھا کیا تو کانگریس اور لیگ دونوں نے۔ اگر برا کیا تو دونوں نے۔ اب پاکستان بن چکا اور تقسیم پنجاب کو کانگریس نے پیش کر کے مسلمانوں سے پاکستان کی بہت بڑی قیمت ادا کرائی اور کرا رہی ہے ابھی نہ جانے مسلمانوں کو کب تک سود در سود ادا کرنا پڑے گا۔

میری آخری رائے اب بھی یہی ہے کہ ہر مسلمان کو پاکستان کی فلاح و بہبود کی راہیں سوچنی چاہئیں اور اس کے لئے عملی قدم اٹھانا چاہئے۔ مجلس احرار کو ہر نیک کام میں حکومت کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ اور خلاف شرع کام سے اجتناب! اصلاح احوال کے لئے ایک دوسرے سے مل کر "الدین النصیحتہ" پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ یہ ارشاد ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا۔

۲۔ مجلس کا قیام و بقاء بہرحال ایک شرعی امر ہے۔ تبلیغ احقاق حق' اور تنقید رسومات قبیحہ' اعلائے کلمتہ الحق' اعلان و بیان ختم نبوت و اظہار فضائل صحابہ و اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین' مجلس کے فرائض میں سے ہیں۔ خصوصاً" اس دور لادینی میں جنس انسانی کی تمام مشکلات کے لئے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو ہی بطور حل پیش کرنا ہمارا وہ فریضہ ہے کہ ہمیں اگر دار و رسن تک بھی رسائی ہو جائے تو الحمد للہ! اس لئے مجلس کے قیام و بقاء کی بہر حال کوشش رہنی چاہئے۔

اگر دوستوں کو یہ باتیں معقول و مدلل نظر آئیں تو ان بنیادوں پر آئندہ زندگی کی عمارت استوار کریں۔ ورنہ جیسے ان کی مرضی' میں کسی کی راہ میں حائل نہیں۔ اب تھک گیا ہوں ورنہ مفصل بھی لکھ سکتا تھا"

(غریب الدیار۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

(حیات امیر شریعت' جانباز مرزا ص ۳۲۴۔ ۳۲۳)

یہی وہ خط ہے جو قیام پاکستان کے بعد حضرت امیر شریعت کی وفات تک اور تاحال مجلس احرار اسلام کی پالیسی کی بنیاد ہے۔ جس جماعت کے قیام و بقا کو وہ خود ایک "شرعی امر" قرار دے رہے ہوں اسے کیسے ختم کر سکتے تھے؟

۴۹ء میں مجلس احرار کے خاتمہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام اور جماعت کی نئی پالیسی کے ابہام کو خود مجلس کے پہلے ناظم اعلیٰ مولانا محمد علی جالندھری نے ۲۵ ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہونے والے مجلس کے پہلے اجلاس شوریٰ میں ہدایات کے ذریعے یوں واضح کیا۔

"مجلس احرار اسلام نے جب سیاسیات (۱۹۴۹ء) سے علیحدگی اختیار کی تو مقصد الیکشن سے علیحدگی تھا۔ لیکن ملکی اور شہری حقوق سے دستبرداری یا حکومت پر جائز نکتہ چینی سے دستبرداری مراد نہ تھی۔ اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد یہ ہے کہ یہ جماعت صرف تبلیغی جماعت ہے"

(تحریک ختم نبوت۔ ۱۹۷۴ء جلد دوم۔ ترتیب مولانا اللہ وسایا ص ۳۸۷)

مضمون مذکور میں ۱۹۴۹ء کے بعد مجلس احرار اسلام کا کردار کہیں نظر نہیں آتا جو کہ تاریخ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ بعض واقعات جن کا براہ راست تعلق احرار سے ہے نہ معلوم وہ تمام کے تمام مجلس تحفظ ختم نبوت سے کیسے منسوب ہو گئے۔ مثلاً"

○ ــ ۴۹ء میں قادیانیت کے خلاف جلسوں کا انعقاد

○ ــ ۵۰ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر قادیانی امیدواروں کے خلاف جلسے اور ان کی عبرتناک شکست۔

○ .....لاہور اور سیالکوٹ میں قادیانیوں کی کانفرنسوں کو ناکام بنانا۔

○ .....پشاور یونیورسٹی میں قادیانیوں کے جلسے کو مسلمانوں کے جلسے میں تبدیل کرنا۔

○ ..... ۱۷۔ ۱۸ مئی ۵۲ء کو کراچی میں سر ظفر اللہ کے جلسے کو درہم برہم کرنا۔

○ ..... ۲ر جون ۵۲ء کے اجلاس کراچی میں تشکیل پانے والے علماء کے بورڈ کی طرف سے آل مسلم پارٹیز کنونشن کی ذمہ داری اور ۱۳ر جولائی ۵۲ء کو بورڈ کی طرف سے کنونشن کا فیصلہ کرنے کے بعد جماعتوں کو دعوت نامے جاری کرنا۔

○ ــ ۳۱ر دسمبر ۵۲ء کی رات چنیوٹ کا جلسہ اور اس میں حضرت امیر شریعت کی تقریر مرزا محمود احمد کی دھمکی کہ "۵۲ احمدیوں کا سال ہے" ۳۱ر دسمبر چنیوٹ کے اسی جلسے میں حضرت امیر شریعت کا جواب دینا کہ "۵۳ء شروع ہو گیا ہے۔ اور یہ مجلس احرار کا سال ہے"

○ ..... ۵۳ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر سیل ہونا؟

حالانکہ اس دور کے تمام اخبارات اور دفتری دستاویزات (جو راقم کے پاس موجود ہیں) اس بات پر شاہد عدل ہیں کہ یہ تمام کارروائیاں مجلس احرار اسلام نے کیں۔ احرار کارکن ہی تحریک ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ مجلس احرار ہی اس تحریک میں داعی جماعت تھی۔ اور دفاتر بھی احرار کے ہی سیل ہو گئے تھے۔ اور اس کی دعوت پر تمام مکاتب فکر کے علماء کراچی میں اکٹھے ہوئے تھے۔ اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی تھی۔

۱۳ر جولائی ۵۲ء کو برکت علی ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کا دعوت نامہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جاری کیا تب وہ مجلس احرار اسلام میں ہی شامل تھے۔ اس دعوت نامہ پر تمام مکاتب فکر کے علماء کے دستخطوں کے علاوہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے بحیثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب دستخط ثبت تھے۔

۱۳ر جون ۵۵ء کو لائل پور (فیصل آباد) میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس سے حضرت امیر شریعت نے خطاب کرتے ہوئے کہا

"۱۹۳۵ء میں مجلس احرار کا شعبہ تبلیغ قائم ہوا' جس کا تعلق ملک کے سیاسی معاملات سے نہیں تھا"

(حیات امیر شریعت' جانباز مرزا' صفحہ ۲۰۰)

یعنی اس شعبہ کا روز اول سے سیاسی معاملات کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ اس کے لئے مجلس احرار اسلام کے اسٹیج پر ہی کام ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں بھی اسی پالیسی کی تجدید اور اعادہ کیا گیا جو ۳۵ء میں طے ہوئی تھی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک اور بانی رہنما مولانا تاج محمود نے ۲۸ر ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۳ء کو احرار کانفرنس لائل پور (فیصل آباد) میں جو تقریر کی اسے بعض اخبارات نے غلط شائع کیا چنانچہ مولانا نے اس پر درج ذیل تردیدی بیان جاری کیا۔

"مجلس احرار کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں"

میں اس خبر کی تردید کرتا ہوں

میری تقریر کا اصل فقرہ یوں ہے

موجودہ سیاسیات' جس سے ملکی تخریب کا پہلو نکلتا ہو' مجلس احرار اسلام کا اس سیاست سے کوئی تعلق نہیں"

(ماہنامہ تبصرہ لاہور۔ دسمبر ۱۹۶۳ء)

۱۸ر اگست ۵۸ء کو وزیراعلیٰ نواب مظفر علی قزلباش نے مجلس احرار سے پابندی اٹھانے کا اعلان کیا تو ان دنوں مجلس کے دو مرکزی رہنما شیخ حسام الدین اور ماسٹر تاج الدین (جو ۵۶ء میں سہروردی کی عوامی لیگ میں چلے گئے تھے) واپس احرار میں آ چکے تھے۔

چنانچہ ۵ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلس احرار اسلام کے نئے دفتر (واقع چوڑا مارکیٹ گھنٹہ گھر) کا افتتاح ہوا۔ جماعت کی بحالی پر ہزاروں احرار کارکنوں نے سرخ وردیوں میں ملبوس ہو کر مارچ پاسٹ کیا اور حضرت امیر شریعت کو سلامی دی۔ ماسٹر تاج الدین انصاری بھی موجود تھے۔ امیر شریعت سرخ قمیص پہن کر آئے تھے اور بازو پر جماعت کا بیج آویزاں تھا اس پر لکھا تھا۔ "مجلس احرار اسلام" یہ قمیص اور بیج یادگار کے طور پر آج بھی راقم کے پاس محفوظ ہے۔ اس موقع پر امیر شریعت نے پرچم کشائی کی اور احرار کارکنوں سے زندگی کا آخری اور مختصر خطاب فرمایا۔

"مسلمانو! پرچم ختم نبوت گرنے نہ پائے

احرار رضاکارو! اس تحریک کو زندہ رکھنا' عقیدہ ختم نبوت پر آنچ نہ آئے اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کی اساس ہے۔

میری دعائیں مجلس احرار اسلام کے ساتھ ہیں۔ میں بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن میرا عزم جواں ہے' میری رگوں میں اب بھی جوانی کا لہو دوڑ رہا ہے۔ احرار کے سرخپوش جوانو! تمہیں دیکھ کر آج میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں میں مطمئن ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں مرزائی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور جب تک احرار باقی ہیں نئی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔ مسلمانو! متحد ہو کر احرار کی اس دینی جنگ میں شریک ہو جاؤ اور اپنی ایمانی قوت سے انگریزی نبوت کا ٹاٹ لپیٹ دو"

ان دنوں پورے ملک میں احرار کارکنوں نے جشن منایا۔ جلوس نکالے' جلسے کئے' دفاتر پر چراغاں ہوئے' سرخ پرچم لہرائے گئے اور جناب شیخ حسام

الدین' ماسٹر تاج الدین انصاری' مولانا مظہر علی اظہر' مولانا عبید اللہ احرارؒ اور دیگر راہنماؤں نے مختلف مقامات پر اجتماعات میں شرکت کی۔ روزنامہ آزاد لاہور نے احرار نمبر شائع کیا۔ اور تمام رہنما تنظیم نو کے سلسلہ میں سوچ بچار میں مصروف ہو گئے۔

۲۵ر ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں حضرت امیر شریعت کے مکان پر ہی احرار کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا اور جماعت کی تنظیم نو کا فیصلہ ہوا۔ جماعت کی بحالی پر حضرت امیر شریعت نے درج ذیل اخباری بیان جاری کیا۔

"قدرت نے میرے مرنے سے پہلے میری سب سے بڑی آرزو پوری کر دی ہے اور اب میرے مرنے کے بعد میری روح کو اطمینان رہے گا کہ احرار اکٹھے ہو گئے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت کے لئے متحد ہیں" (روزنامہ آزاد' لاہور یکم ستمبر ۵۸ء)

درج بالا تاریخی حقائق و شواہد کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱ ۔ مجلس احرار اسلام نے ۴۹ء میں انتخابی سیاست سے دستبرداری اور تبلیغی سرگرمیوں خصوصاً" مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس کے لئے احرار کے شعبہ تبلیغ کو مضبوط اور فعال کرنے کا فیصلہ کیا۔ مجلس احرار کو ختم کرنے کا اعلان نہیں کیا۔

۲ ۔ اپریل ۵۰ء میں مرکزی عاملہ کا اجلاس مرکزی دفتر لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد علی جالندھری بحیثیت ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پنجاب شریک ہوئے۔ اجلاس میں جماعت کی تنظیم اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا۔

۳ ۔ جولائی ۵۰ء میں مجلس عاملہ کا دوسرا اجلاس ملتان میں حضرت امیر شریعت کی اقامت گاہ پر منعقد ہوا اور تین ارکان پر مشتمل دستور کمیٹی تشکیل دی گئی۔

۱۔ مولانا غوث ہزاروی' ۲۔ ماسٹر تاج الدین انصاری' ۳۔ سید ابو معاویہ ابوذر بخاری۔

۲۵ر نومبر ۵۱ء کو اوکاڑہ میں مجلس عاملہ کا تیسرا اجلاس ہوا جس میں مولانا محمد علی جالندھری نے اپنا مرتبہ دستور مجلس احرار اسلام منظور کرایا۔

۶۵ ۔ ء میں کراچی میں تمام مکاتب فکر کے علماء کا اجلاس مجلس احرار نے بلایا اور آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل ہوئی۔ مولانا محمد علی جالندھری مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شریک ہوئے اور اسی حیثیت میں دستخط کئے۔

۶ ۔ مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام ۱۹۵۴ء تک مجلس احرار اسلام سے ہی وابستہ رہے۔

۶۵ ۔ ء میں تمام مکاتب فکر کے نمائندہ ۳۳ علماء کے اجلاس منعقدہ کراچی میں بھی مولانا محمد علی جالندھری نے مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کی۔ اس اجلاس میں علماء نے متفقہ طور پر ۲۲ نکات (اسلامی مملکت کے بنیادی اصول) مرتب کئے۔ ۲۳واں نکتہ جو مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے متعلق تھا وہ مولانا محمد علی نے مجلس احرار کی ہی تجویز پر ہی منظور کرایا۔

۵۰ ۔ ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کی طرف سے چھ قادیانی امیدواروں کو ٹکٹ دینے پر مجلس احرار اسلام نے مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا اور ۴۹ء کی پالیسی پر غور و خوض کے بعد درج ذیل پریس بیان جاری کیا۔

"مجلس احرار اسلام براہ راست سیاسیات میں دخیل نہیں اور نہ ہی وہ الیکشن میں حصہ لینا پسند کرتی ہے۔ لیکن مسلم لیگ نے مرزائیوں کو ٹکٹ دیئے ہیں اب مجلس احرار اسلام ان کا مقابلہ کرنا اپنا دینی فرض سمجھتی ہے۔"

(حیات امیر شریعت' جانباز مرزا صفحہ ۳۲۴)

۵۰ء کے انتخابات میں تمام قادیانی لیگی امیدواروں کو مجلس احرار اسلام کی مہم کے نتیجہ میں عبرتناک شکست ہوئی۔ مجلس احرار نے اپنی اس کامیابی پر لاہور میں یوم تشکر منایا۔ حضرت امیر شریعت نے اس جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے احرار کارکنوں کو خراج تحسین پیش کیا اور محاسبہ مرزائیت کی مہم کو تیز تر کرنے کی ہدایت فرمائی۔

۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے سبب مجلس احرار خلاف قانون قرار دے دی گئی۔

۱۲ ۔ جسٹس منیر کے تحقیقاتی کمیشن میں مجلس احرار نے بھی اپنا بیان دیا۔ حضرت امیر شریعت کا الگ بیان احرار کے مرکزی رہنما کی حیثیت سے ریکارڈ پر آیا۔

۱۳ ۱۸ اگست ۵۸ء کی مجلس احرار سے پابندی اٹھالی گئی۔

۱۴ ۵ ۔ ستمبر ۵۸ء کو ملتان میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں سیاسیات میں دوبارہ شرکت کی قرارداد منظور ہوئی۔

۱۵۔ ۲۸ر ستمبر ۵۸ء کو دارالعلوم تقویتہ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کے وسیع ہال میں احرار ورکرز کنونشن ہوا اور ۲۵ر ستمبر کی قرارداد کی عمومی تائید بھی حاصل کر لی گئی۔ شیخ حسام الدین صاحب کو مجلس احرار کا کنوینر منتخب کیا گیا مگر ایک ماہ اکیس دن بعد ۸ اکتوبر ۵۸ء کو ایوب خان نے مارشل لاء نافذ کر دیا اور جماعت پھر خلاف قانون قرار دے دی گئی۔

۱۶۔ ۱۹ر جولائی ۶۲ء کو ایوب خان نے سیاسی پابندیاں ختم کیں تو جماعت پھر بحال ہو گئی۔

۱۷۔ ۲۳ر جولائی ۶۲ کو ملتان میں مجلس عاملہ کا اجلاس شیخ حسام الدین کنوینر مجلس احرار کی صدارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر میں ہوا اور تنظیم نو کا اعلان کیا گیا۔

۱۷۔ ۳۰ اگست ۶۲ء کو لاہور مرکزی دفتر میں مجلس مشاورت کے ذریعے نئے دستور کی منظوری تک عارضی طور پر نظم جماعت چلانے کے لئے سات رکنی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس میں سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور مولانا تاج محمود بھی شامل تھے۔

باقی صفحہ ۱۵ پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

مرزائیت کے استیصال میں

مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا تاریخی کردار

زیر نظر مقالہ مولانا غلام غوث ہزاروی سیمنار میں پڑھا گیا جو جمعیت طلبا اسلام ضلع مانسہرہ نے شنکیاری کی جامع مسجد میں مورخہ ۸؍۶؍۱۹۹۳ء کو منعقد کیا تھا مقالہ حضرت ہزارویؒ کے داماد پروفیسر محمد مظفر اقبال صاحب قریشی چیرمین اسلامک ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ گریجویٹ کالج مانسہرہ نے پیش کیا قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ ادارہ

غالباً ۱۹۲۸ء کا زمانہ تھا کہ مولانا ہزارویؒ حیدر آباد دکن سے وطن واپس آئے۔ اور بفہ میں مستقل قیام کا فیصلہ کیا۔ اس وقت مانسہرہ ضلع مرزائیت کی لپیٹ میں آچکا تھا۔ داتہ' ڈبگراں' پھگلہ' مانسہرہ اور بالاکوٹ جیسے دیہات اور شہروں کے بااثر خوانین' جاگیردار' سرمایہ دار اور خوشحال لوگ اس ناسور میں مبتلا ہوگئے تھے۔ ان کو مالی برتری کے ساتھ سرکاری رسوخ بھی حاصل تھا۔ ان حالات میں کون ان کے منہ لگتا؟ اور کون ان کے کفر کو لگام دیتا؟ وہ پوری من مانی سے اپنے کفریہ عقائد پھیلاتے' علماء دین کا مذاق اڑاتے' اور انگریز حکمرانوں کو خوش کرکے ان سے مراعات بھی لیتے۔ اس طرح انگریز اور قادیانی یکجان ہوکر مسلمانوں کا خون چوستے اور اپنے ان کرتوتوں پر شادمانی کے ڈھول بجاتے ضلع بھر میں اس وقت بہت سے بلند پایہ علماء اور صاحب وعظ و ارشاد صوفیا موجود تھے۔ مگر ان کی بات محض فتویٰ نویسی یا تبلیغ و تدریس تک محدود تھی۔ باہر نکل کر میدان میں مقابلہ کرنا ان کی قوت سے باہر تھا یا وہ قادیانیت کے تباہ کن اثرات سے کماحقہ باخبر نہ تھے۔ بات کچھ بھی ہو مگر یہ ایک تاریخی اور سچی حقیقت ہے۔

تاریخی اور سچی حقیقت

تاریخی اور سچی حقیقت ہے کہ مرزائیت کو ضلع مانسہرہ میں سب سے پہلے جس شخص نے سیاسی ملی اور عوامی میدان میں للکارا۔ اور نہایت جرات اور استقامت سے للکارا وہ مولانا غلام غوث ہزارویؒ ہی تھے۔ جنہیں مرزائیت اپنی تمام تر قہرمانیوں اور بے ایمانیوں کے باوجود نہ دبا سکی نہ مٹا سکی۔ اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے فضل و کرم سے تادم مرگ ان کے سر پر ننگی تلوار کی طرح لٹکتے رہے۔ یہ مقابلہ اگرچہ مانسہرہ سے شروع ہوا مگر اس کا دائرہ کار مانسہرہ تک محدود نہیں رہا بلکہ بڑھ کر سارے صوبہ سرحد میں پھیل گیا۔

مولانا ہزارویؒ کا سیاسی شعور

مولانا نے پہلے پہل اپنی کوششوں کو تعلیم و تدریس اور وعظ و تبلیغ تک محدود رکھا۔ مگر اپنی ذہانت اور وہبی فراست سے جلد اس بات کو محسوس کرلیا کہ مرزائیت کا مقابلہ اور اس کے ارتداد کا انسداد محض وعظ و تبلیغ اور تقاریر سے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ مرزائیوں کا سیاسی اثر و رسوخ' ذاتی اور قومی تعلقات' برادری اور جنبہ' انگریزوں کی سرپرستی یہ ایسی باتیں ہیں کہ علماء دین اور صلحاء امت کی آواز کو آگے نہیں بڑھنے دیں گی۔ پھر یہ اصول بھی ہے کہ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ پارٹی کا مقابلہ پارٹی سے' برادری کا برادری سے اور جنبہ کا جنبہ سے کیا جاسکتا ہے

کانگریس میں شرکت

ان باتوں کے پیش نظر آپ نے کانگریس میں شرکت اختیار کرلی' اس کے اسباب اللہ تعالیٰ نے یوں پیدا فرمائے کہ حاجی فقیرا خان ملک پور کی تحریک پر حکیم عبدالسلام' مولانا غلام ربانی لودھی اور مولانا خان میر طلالی مانسہرہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ قصبہ بفہ میں انگریزوں کے خلاف ان کا بڑا کامیاب جلسہ ہوا۔ مگر ایک مرزائی خان کے آدمیوں نے اس جلسہ میں گڑبڑ پھیلانے اور اسے ناکام بنانے کی کوشش کی۔ مولانا ہزارویؒ نے دیکھا کہ انگریز کے گماشتے سوچی سمجھی اسکیم اور سازش کے تحت اپنے آقا کا حق نمک ادا کرنے کے لئے ایک اسلامی اور انقلابی جلسہ کو ناکام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ آپ نے ان کے خلاف ایک پرجوش تقریر کردی۔ جس کے نتیجہ میں لوگوں نے ان کی خوب پٹائی کی اور اچھی گت بنائی۔ اس جلسہ میں ہزارہ کے زبردست مجاہد مولانا قمر علی بھی شریک تھے۔ انگریزوں نے دیکھا کہ ان کے گماشتوں کو یوں پیٹا گیا ہے تو انہوں نے جلسہ میں شریک بفہ کے کچھ نوجوانوں اور مولانا قمر علی کو گرفتار کرلیا۔ اور انہیں بیدوں کی سزا دی۔

مولانا ہزارویؒ نے ان حالات سے متاثر ہو کر احتجاجاً کانگریس میں شرکت کا اعلان کردیا۔ اس طرح مولانا ۱۹۳۰ء سے لے کر ۱۹۳۸ء تک آزادی وطن کے لئے کانگریس کے ساتھ کام کرتے رہے۔ مگر ۱۹۳۸ء میں اس جماعت کے دینی تعصب کی وجہ سے علیحدہ ہوگئے۔ مگر تاہم اس تقریر اور اشتراک کے نتیجہ میں آپ کو مع حاجی فقیرا خان' و میاں عبدالقیوم کے گرفتار کرکے جیل بھیج دیا اور ایک سال تک آپ جیل میں رہے۔

سیاسی اور مذہبی کارنامہ

کانگریس میں کام کرنے والے مسلمان لیڈر اور کارکن دراصل خدائی خدمتگار تحریک میں شامل تھے۔ یہ تحریک صوبہ سرحد میں کانگریس کے پروگرام کے مطابق کام کررہی تھی۔ انگریز دشمنی میں یہ جماعت نہ صرف مشہور تھی بلکہ اس کے ہر ہر فرد میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مولانا ہزارویؒ نے اپنی مومنانہ فراست' سیاسی بصیرت اور علمی قابلیت سے کام لیتے ہوئے ان لیڈروں اور کارکنوں کا سیاسی مزاج قادیانیت کی طرف پھیر دیا۔ اور انہیں سمجھایا کہ انگریز اور قادیانی یک جان دو قالب ہیں۔ دونوں کے مفادات مشترک اور دونوں مسلمانوں کے ابدی دشمن ہیں۔ اس لئے ٹارگٹ ان قادیانیوں کو بناؤ۔ انگریز خودبخود کمزور ہوجائے گا۔ وہ سمندر پار سے آیا ہوا بدیشی ہے۔ اور ان جیسے غداروں اور نمک حراموں کے بل بوتے پر یہاں راج کررہا ہے۔ اگر یہ گماشتے اور سازشی نہ ہوں تو ان کی کیا مجال کہ ہندوستان میں رہ سکیں۔ خطاب یافتہ خوانین' مراعات یافتہ جاگیردار اور یہ قادیانی بداطوار ان کے اقتدار کے مضبوط ستون ہیں ان ستونوں کو گراؤ انگریز خودبخود گرجائے گا۔ یہ انگریزوں کے دست و بازو ہیں۔ قوم اور وطن سے غداری کرکے ان سے انعامات اور خطابات لیتے ہیں۔ اس لئے پہلے ان گماشتوں کی خبر لو۔ انگریز خودبخود ختم ہوجائے گا۔

مولانا ہزارویؒ کی یہ صحیح اور سچی رائے ان کے مزاج مبارک میں بیٹھ گئی۔ اور وہ قادیانیت کے استیصال کے لئے مولانا کے دست و بازو بن گئے۔ ان خوانین میں حاجی فقیرا خان' سالار داؤد خان ملک پور' عبدالرؤف خان گیدڑ پور' مرزا خان' برہ خان خاکی اور میاں عبدالقیوم بفہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ سیاسی اور مذہبی جانبازوں کی ایک ایسی مخلص اور مضبوط جماعت تھی کہ ان کی سیاسی قوت کے بل بوتے پر مولانا نے پورے سرحد میں انگریزی گماشتوں اور خود انگریزوں کو پوری قوت سے للکارا۔ اور بھرپور طریقے سے ان کا مقابلہ کیا۔ خود مولانا ہزارویؒ کا بیان ہے:

"جمیعت میں محترم حاجی فقیرا خان صاحب ملک پور کی شرکت سے اسی میں نہیں بلکہ مرزائیوں کے خلاف تحریک میں بھی قوت آگئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا فرمائے کہ خاکی کے مرزا خان مرحوم اور برہ خان مرحوم وغیرہ ملک پور کی طاقت' بفہ' عنایت آباد وغیرہ کی طاقتوں نے مل کر مذکورہ تینوں تحریکوں (جمیعت العلماء' کانگریس' احرار) میں غیر معمولی طاقت پیدا کردی۔ اس طاقت کے بل بوتے پر ہم نے مانسہرہ' ایبٹ آباد' ہری پور' پشاور' بنوں' کوہاٹ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں مرزائیوں اور انگریزوں کے خلاف کامیاب کام کیا۔ انگریز اور مرزائی دراصل دو قالب و یک جان تھے۔"

(خودنوشت سوانح قلمی' ص ۴۹)

احرار میں شرکت

۱۹۳۴ء میں آپ احرار میں شامل ہوگئے۔ کیونکہ احرار' راہنماؤں نے محسوس کیا کہ کانگریس کے اسٹیج سے انگریزوں کی مخالفت تو ہوسکتی ہے مگر دین کی حفاظت نہیں ہوسکتی۔ اس لئے انہوں نے احرار اسلام کے نام سے ایک علیحدہ تنظیم قائم کرلی۔ جو دین کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ملک کو سامراجی تسلط سے آزاد کرانے کی کوشش کرے۔ چونکہ مولانا ہزارویؒ کا مشن بھی یہی تھا اس لئے آپ نے اس جماعت میں بھی شرکت اختیار کرلی اور آخر تک اس میں شامل رہے۔

مولانا کے علمی اور عملی کارنامے

مولانا جب سیاسی میدان میں اترے تو انگریزوں اور ان کے گماشتوں کی نیندیں حرام ہوگئیں۔ کیونکہ آپ ایسے متحرک تھے نہ سوتے تھے نہ سونے دیتے تھے۔ علمی قابلیت کے ساتھ جرات و استقامت اور دیانت و متانت جیسی اعلیٰ صفات ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ انہوں نے اپنی قلندرانہ جرات اور پٹھانی فطرت سے کام لے کر انگریزوں اور قادیانیوں کو خوب رگڑے دیئے۔ انہیں خوب لتاڑا اور خوانین کی خاکی کو کرکرا بنادیا۔ ایک بڑا مرزائی خان جس کے بارے میں انہیں معلوم ہوا کہ اس کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے۔ وہ مرزائی نہیں ہوئی۔ مولانا نے بھرے جلسہ میں کہا فلاں مرزائی خان کی بیوی کا اس کے ساتھ نکاح نہیں رہا۔ بیوی کو علیحدہ ہوجانا چاہئے۔ اس کے بعد بڑے زوردار لہجہ میں فرمایا:

کوئی مسلمان ہے جو اس کو اٹھا کر لے جائے۔ اس کا نکاح میں خود پڑھاؤں گا۔

مولانا اس طرح برس رہے تھے کہ قادیانی خوانین کے حواس باختہ ہو کر منہ چھپاتے پھرتے تھے۔

مولانا نے انگریزوں' ان گماشتوں اور قادیانیوں کے خلاف عوام کو زبان دی' بولنے کا ڈھنگ سکھایا۔ انہیں حقوق کا شعور دیا۔ انہیں خوانین کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرنے کا حوصلہ دیا۔ آزادی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی' عوام میں دینی شعور بیدار کیا۔ اور آزادی وطن کے لئے ان کے ایمانی ولولوں کو گرمایا۔ یہی ایمانی جرات و استقامت اور دینی فراست تھی کہ آپ عوام کی امیدوں کا مرکز بن گئے۔ اور آپ کی پر خلوص کوششوں سے مرزائیت کو بھی شکست ہوئی اور انگریزوں کو بھی بوریا بستر لپیٹ کر جانا پڑا۔ خود

آپ کا بیان ہے:

"جب سے میں نے ختم نبوت کا کام شروع کیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک الحمدللہ کوئی نیا آدمی مرزائی نہیں ہوا"

مانسہرہ اور مردان مرزائیت کے گڑھ

صوبہ سرحد میں مانسہرہ اور مردان مرزائیت کا گڑھ سمجھے جاتے تھے دونوں ضلعوں میں باثر خوانین اور جاگیردار اس منحوس جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ مگر مولانا ہزارویؒ نے ہر جگہ ان کا مقابلہ ایسی جرات اور دلیری سے کیا کہ ان شاء اللہ تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ یاد رہے گا۔ مولانا کے میدان مقابلہ میں آنے سے پہلے مرزائی اور مرزائی نواز لوگ "مرزا قادیانی" کو "حضرت صاحب" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے کئی ایک مساجد پر قبضہ کر رکھا تھا۔ یا تقسیم کرلیا تھا بچے کھچے مسلمان غریب اور لاعلم تھے۔ سرکردہ لوگ مصلحتوں کا شکار یا برادری اور سرکاری خوشنودی کی خاطر گم سم تھے۔ مردان میں مرزائیوں کی ایک انجمن تھی جو کہ سارے مرزائیوں کو ہدایات جاری کرتی۔ ان کی ترقی اور بہتری کے لئے کام کرتی اور جو لوگ ان کے اجلاسوں میں شریک ہوتے یا مرزائیت قبول کرلیتے تو یہ انجمن فوری طور پر انہیں ملازمت دلادیتی یا ترقی و تبادلہ کرادیتی۔ غرض اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کرکے مرزائیت کے دام تزویر میں پھنسادیتی۔

قصبہ زیدہ میں ایمانی جرات کا بے مثال مظاہرہ

قصبہ زیدہ مردان ہی کا ایک قصبہ ہے۔ مولانا کو علم ہوا کہ اس قصبہ میں مرزائیوں کا بہت بڑا اثر ہے بلکہ یوں سمجھیں کہ مرزائی اسٹیٹ بنا ہوا ہے۔ "حضرت صاحب" کے بغیر مرزا قادیانی کا نام لینا بھی جرم ہے۔ آپ کو بڑا دکھ ہوا۔ اور بڑی کوشش اور تگ و دو سے ایک چھوٹی سی مسجد میں ختم نبوت کا جلسہ رکھوایا۔ لوگوں کو علم ہوا تو جوق در جوق جلسہ میں پہنچ گئے۔ مگر ایک مرزائی خان پستول لے کر بھرے مجمع میں پہنچ گیا۔ اور پستول تان کر کہا: "مولوی صاحب جو تقریر کرنا چاہیں کریں۔ مگر مرزا صاحب کے بارے میں ایک بات نہیں سنوں گا۔ اگر ایسا ہوا تو سینہ گولیوں سے چھلنی کردوں گا۔" ظاہر بات ہے پٹھانوں کا چیلنج وہ بھی بھرے مجمع میں۔ ناممکن ہے کہ خطا ہو یا جان نہیں یا جہان نہیں یہ صورت حال دیکھی تو جو مولوی صاحب تقریر کررہے تھے اس کی قوت گویائی جواب دے گئی۔ اور وہ ادھر ادھر کی باتوں سے مجمع کو بہلانے لگا۔ مولانا ہزارویؒ نے جب یہ منظر دیکھا تو برداشت نہ ہوسکا۔

فرمایا۔ مولانا صاحب بس کرو جو ہوگا سو ہوگا۔

یہ کہہ کر منبر پر تشریف لے آئے اور مختصر سے خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا۔

لوگو! سنو اور پورے غور و فکر' ہوش و حواس کے ساتھ سنو!

یہ آپ کے اور میرے ایمان کا مسئلہ ہے۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو شخص بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ قطعاً" کافر' بے ایمان اور مرتد ہے' مرزا قادیانی بھی کافر اور مرتد ہے اور جو اس کو کافر و مرتد نہ سمجھے وہ بھی کافر اور قطعی کافر ہے اس عقیدے کے بیان کرنے پر جو خان نواب مجھے گولی مارنا چاہتا ہے تو غلام غوث کا سینہ حاضر ہے۔ یہ کہہ کر سینہ ننگا کرکے مرزائی خان کے سامنے رکھ دیا۔ پھر فرمایا:

مار میں دیکھتا ہوں کہ تو کتنا بہادر ہے تیرا گرو تو بہت بزدل تھا تو کہاں سے بہادر نکل آیا' تیرا مرزا خبیث انگریزوں کا پٹھو اور ان کا ٹوڈی تھا۔ تم بھی ان کے ٹوڈی ہو۔ ان کے جوتے چاٹ کر دنیا بناتے اور ایمان گنواتے ہو۔ پھر فرمایا

کیا ہم ٹوڈی اور انگریزی نبی کو نبی مانیں؟ حاضرین نہیں نہیں

کیا رسول عربی ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے؟ حاضرین نہیں نہیں

آپ نے فرمایا:

قرآن' حدیث اور اجماع امت سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ جھوٹا' کذاب اور بے ایمان ہے' مسلمانو! اپنے ایمان کو بچاؤ"

مولانا نے جس جرات رندانہ سے تقریر فرمائی وہ انہی کی شان قلندرانہ تھی۔ ورنہ بڑے بڑے بہادروں کے پتے ایسے موقع پر خشک ہوجاتے ہیں۔ مولانا گرج چمک کے ساتھ جب مرزائیوں پر برسنے لگے تو مرزائی خان کے ہاتھ لٹک گئے۔ لوگوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کی ساری پھنے خانی خاک میں مل گئی۔

مولانا کی کرامت

مولانا نے دوران تقریر فرمایا:

کہ مرزائیوں کے ساتھ غمی' خوشی' شادی' بیاہ اور نماز جنازہ کا تعلق رکھنا بھی حرام ہے۔ یہ لوگ قطعی کافر ہیں "اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جلسہ کے تین دن بعد مرزائی خوانین کا ایک بچہ مرگیا لوگوں نے اس کے کفن۔ دفن اور جنازے کا بائیکاٹ کردیا۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفنانے سے روک دیا۔ جنازہ تین دن تک پڑا رہا۔ مگر کچھ نہ ہوسکا۔ آخر حکومت کی مداخلت سے یہ بچہ مرزائیوں کی اپنی زمین میں دفنایا گیا۔ اور اس طرح زیدہ میں مسلمانوں اور قادیانیوں کا قبرستان الگ ہوگیا۔

لخت جگر کی وفات و مناظرہ پھگلہ

یہ واقعہ بھی مولانا ہزارویؒ کی جرات و اخلاص کا ایک نادر نمونہ ہے۔ ہوا یوں کہ مرزائیوں نے ۱۹۳۲ء میں اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانے اور مرزائیت کے زہر کو پھیلانے کے لئے اپنے ایک تیز و طرار اور شاطر مناظر اللہ دتہ جالندھری کو مانسہرہ آنے کی دعوت دی' تاکہ وہ چیلنج دے کر علماء اسلام کو زک

کرے یا شکست دے کر مرزائیت کے لئے راہ ہموار کرے' اس سازش کے تحت اللہ دتہ بڑی گھن گرج کے ساتھ مانسہرہ آیا۔ تقریریں کیں۔ اور علماء کو چیلنج دیئے۔ مگر ایسے شاطر کے سامنے کون آتا۔ پھر خطرہ تھا اگر شکست ہوگئی تو اسلام کو نقصان پہنچے گا۔ اور مسلمانوں کو منہ دکھانے سے بھی رہ جائیں گے۔ اس لئے وہ اپنے پروگرام کے مطابق کئی مقامات سے ہوکر پھگلہ پہنچا کیونکہ یہاں کے معتبر اور بااثر سادات مرزائیت کے جال میں پھنس گئے تھے اور ابھی تک پھنسے ہوئے ہیں یہاں اس نے تقریر کا پروگرام بنایا۔ اور چیلنج دینے کے لئے بہت سے لوگوں کو مدعو کیا گیا۔ مگر قاضی محمد یونس نے یہ صورت حال دیکھی تو بفہ پہنچ گئے۔ مولانا کو علم ہوا تو بغیر کسی حیلہ و حجت کے کتابیں اٹھاکر پھگلہ کے لئے چل پڑے۔ پھگلہ پہنچ کر سیدھے جاکر اسٹیج پر چڑھ گئے حالانکہ جلسہ ان کا' اسٹیج ان کا انتظام ان کا تھا مگر جرات ایمانی دیکھیں کہ اللہ دتہ تقریر کررہا ہے کہ آپ اسٹیج پر جاکر فرماتے ہیں۔

اللہ دتہ بکواس بند کرو' پہلے میرے ساتھ بات کرو۔ نبوت کی بات کرتے ہو۔ پہلے مرزا قادیانی کا ذرا ایک شریف انسان ہونا تو ثابت کرو"

یہ باتیں کرنی تھیں کہ اللہ دتہ کے لالے پڑگئے۔ اور اس نے بھاگنے میں اپنی سلامتی سمجھی۔ اور پھر قادیان جاکر آرام کا سانس لیا۔ مگر الحمدللہ مسلمانوں کا ایمان بچ گیا۔

یہ تاریخی واقعہ ایک ایسے دن پیش آیا کہ مولانا ہزاروی" کا اکلوتا فرزند زین العابدین موت کی سسکیاں لے رہا تھا۔ مولانا اسی حالت میں اپنے فرزند کو چھوڑ کر مسلمانوں کا ایمان بچانے کے لئے پھگلہ روانہ ہوگئے۔ اڈہ پر اطلاع ملی کہ بچہ فوت ہوگیا ہے۔ فرمایا دفنادو۔ میں واپس نہیں آسکتا۔ اللہ دتہ بہت سے مسلمانوں کا ایمان خراب کرجائے گا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کے ہاں کون دے گا؟؟ مجھے زین العابدین کے مقابلہ میں مسلمانوں کا ایمان زیادہ عزیز ہے۔ یہ کہہ کر آپ پھگلہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ اور بفہ کے مسلمانوں نے آپ کے اس لخت جگر کو آپ کی غیر موجودگی میں دفنایا۔

بقیہ: مجلس احرار اسلام

۱۹۔ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۲ء تک جماعت دو مرتبہ خلاف قانون ہوئی۔ اس پابندی کی مجموعی مدت تقریباً" دس سال بنتی ہے۔ ظاہر ہے ان دس برسوں میں احرار جیسی فعال جماعت کے رہنما اور کارکن خاموش کیسے رہ سکتے تھے۔ چنانچہ ۱۹۴۹ء کے فیصلہ کے مطابق شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے نام سے کام کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء میں اسی شعبہ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام دے دیا گیا۔ اور اسی عنوان سے احرار کارکن جدوجہد میں مصروف رہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے باقاعدہ قیام کے بعد بھی احرار کا شعبہ تبلیغ ہی تھی۔ صرف نظام اور دفاتر علیحدہ کئے گئے تھے۔

۲۰۔ ۶۲ء میں مجلس احرار اسلام کی قیادت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری کو سونپی گئی تو پھر مجلس تحفظ ختم نبوت احرار سے مستقل طور پر علیحدہ ہوگئی۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق کی روشنی میں فاضل مضمون نگار کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ریکارڈ درست کرلیں ورنہ حقائق مسخ ہونے کی صورت میں تاریخ کے طالب علم ہمارے اسلاف اور ان کے شاندار ماضی سے بے خبر رہیں گے اور غلط روایات تاریخ کا حصہ بن جائیں گی جس کی ذمہ داری بہرحال آپ پر ہوگی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت نے ماضی اور حال میں رد قادیانیت کے سلسلہ میں فعال کردار ادا کیا ہے۔ مجلس احرار اسلام حسب سابق ان کی مکمل مدد معاون رہی' اب بھی ہے اور آئندہ بھی ان شاء اللہ رہے گی۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کسی ایک ادارے کا نہیں سب مسلمانوں کا مشترکہ فرض ہے۔ اس جہاد میں جس نے جتنا حصہ ڈالا اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے اور امت کو اتحاد و اتفاق کی نعمت سے سرفراز کرے (آمین)

اکابر علماء دیوبند مولانا ضیاء الرحمن فاروقی و دیگر قائدین سپاہ صحابہؓ کی نورانی اور دینی و علمی کتب وہ مرکز جسکے آپ عرصہ سے منتظر تھے

سپاہ صحابہؓ، سپاہ صحابہؓ سٹوڈنٹس کے بیجز، سٹکرز، کی رنگ، لٹریچر دستور، منشور، ٹیلیفون انڈکس، بال پوائنٹ جھنڈے، عید کارڈ، لفافے، آئڈنٹی کارڈ کور، شیشہ سٹکر، ٹوپی بیج، سٹیل بیج، کاپی کور، لیٹر پیڈ، تقاریر مولانا حق نواز جھنگوی، ضیاء الرحمن فاروقی، اعظم طارق تھوک و پرچون خرید فرمائیں

ہر قسم کی تقاریر کیسٹیں دستیاب ہیں نیز مدارس عربیہ کی رسید بکس، پمفلٹ، اشتہارات اور ہر قسم کی اعلیٰ طباعت کا مرکز

نئے سال کے موقع پر سپاہ صحابہؓ کی ڈائری، کیلنڈر، پاکٹ کیلنڈر

مکتبۃ الجمعیۃ

امین بازار سرگودھا فون ۷۲۲۶۷۴

ہم

نفیس، خوبصورت اور خوشنما ڈیزائن چینی [پورسلین] کے
اعلیٰ قسم کے برتن بناتے ہیں

آج کے دور میں ہر گھر کی ضرورت

استعمال میں اعلیٰ —— چلنے میں دیرپا

دادا بھائی سرامک انڈسٹریز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

۲۵ ر بی سائٹ کراچی۔ فون نمبر ۲۵۷۷۷۵۳

ملک و ملّت کے غدّار

مرزائیوں کا مکروہ پروپیگنڈہ

قاری سید محبوب الرحمٰن گیلانی

۱۹۳۱ء کے بعد ڈوگرہ حکومت نے دوبارہ اپنے مظالم کا سلسلہ شروع کردیا اور پہلے سے زیادہ تیزی سے اسلامی شعائر کی برملا توہین کی جانے لگی۔ چنانچہ ان حالات سے نمٹنے کے لئے ۱۹۳۲ء میں سرینگر پتھر مسجد میں آل جموں و کشمیر کانفرنس کی بنیاد ڈالی گئی۔ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے مخلص ارکان فرقہ مرزائیہ کے ملت کش عزائم سے واقف تھے۔ اس بنا پر مسلم کانفرنس کے آئین میں ایسی دفعات شامل کرلی گئیں جن کی رو سے مرزائیوں کے لئے اس جماعت کے دروازے بند ہوگئے لیکن اس بے حیا فرقہ کے اندر بھی حیا نام کی کوئی چیز نہیں تھی مسلمانوں کے اس ازلی دشمن نے اپنے باوا انگریز کی طرف رجوع کیا۔ انگریز نے تھپکی دی ایک خطرناک پروگرام ترتیب دے کر کشمیر کے اندر تنخواہ دار قادیانی ایجنٹوں کی ایک کھیپ بھیج دی اور پھر سرینگر میں مرزائیوں نے اصلاح نام کا ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا اور نہایت عیاری اور مکاری سے ایک طرف تو مسلمانوں کی متاع ایمان پر ڈاکے ڈالنے شروع کردیئے اور دوسری طرف مسلم اکابرین ملت اور آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے خلاف ایک مکروہ پروپیگنڈہ شروع کیا "اصلاح" نامی رسالے کے مدیر دو مرزائی عبدالغفار اور عبدالواحد تھے۔ یہ نہایت چالاکی سے مسلمانوں میں انتشار و افتراق کی آگ پھیلانے میں سرگرم عمل رہے انہوں نے مسلمانان کشمیر کی تحریک آزادی کو نقصان پہنچانے کی مہم کو آخری وقت تک جاری رکھا۔ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے مخلص کارکن مرزائیوں کی فریب کاریوں کے سامنے ڈٹ گئے۔

قادیانیوں کی پشت پناہی انگریز کررہا تھا۔ اس کے باوجود مسلم کانفرنس کے رہنماؤں نے اس باطل فرقہ کی ایسی قلعی کھولی کہ قادیانیت سٹپٹا کر رہ گئی۔

حد بندی کمیشن اور قادیانی فتنہ کا کردار!

جب برصغیر کے سیاسی افق پر تقسیم ہند کے آثار نمایاں ہونے شروع ہوگئے تو مرزائیوں کو تشویش ہوئی کیونکہ قادیانی جماعت تقسیم ہند کی سخت مخالف تھی سر ظفر اللہ قادیانی سمیت تمام قادیانی جماعت نے قیام پاکستان کی آخر وقت تک مخالفت کی ہی نہیں بلکہ یہ دعا بھی کرتے رہے کہ اے ہمارے رب! ہمارے اہل ملک کو سمجھ دے اول تو یہ کہ ملک بٹے نہیں اور اگر بٹے تو پھر دوبارہ مل جانے کے راستے کھلے رہیں۔ قادیانیوں کا پروگرام تھا کہ تقسیم ہند کی مخالف قوتوں سے گٹھ جوڑ کرکے کسی نہ کسی طرح قادیان حاصل کرلیا جائے چاہے بطور سلطنت یا بطور ریاست اور پھر کشمیر کے کسی حصے پر اقتدار حاصل کیا جائے۔ لیکن جونہی قادیانی اپنے مقصد میں ناکام ہوئے تو انہوں نے وحشت گردانہ انداز میں پینترا بدلا اور اپنے آقا انگریز سے تقسیم ہند کے وقت اپنے لئے ایک خطہ زمین لینے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کردیئے۔ چنانچہ برطانیہ سے خصوصی نقشے اور ماہرین دفاع منگوائے گئے بڑی نایاب کتب بیرون ممالک سے منگوائی گئیں اور تمام اخراجات قادیانی جماعت نے برداشت کئے نیز برطانیہ سے ماہر باؤنڈری لیکچرر ماہر نقشہ غالباً" ماہر جغرافیہ پروفیسر اپلیٹ کو بھی اس مقصد کے لئے بطور خاص بلوایا گیا۔ امریکہ سے بھی باؤنڈری لٹریچر بذریعہ ہوائی جہاز منگوایا گیا اور امیر جماعت مرزا بشیر الدین محمود نے خود تمام معاملات کی نگرانی کی۔

باؤنڈری کمیشن کے سامنے جب پاکستان کا کیس پیش تھا تو مسلم آبادی کے لحاظ سے گورداسپور کا ضلع پاکستان کے حصہ میں آیا اور اس کا ڈپٹی کمشنر احمد حسین کمال مقرر ہوا تین دن تک ڈی سی آفس اور ڈی سی ہاؤس پر پاکستان کا پرچم لہراتا رہا مگر تین دن بعد ضلع گورداسپور ماسوا تحصیل شکر گڑھ کے ہندوستان کے حوالے کردیا گیا حد بندی کمیشن جن دنوں بھارت اور پاکستان کی حد بندی کی تفصیلات طے کررہا تھا کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے اپنا اپنا موقف بیان کررہا تھے۔ مسلم لیگ کی طرف سے سر ظفر اللہ قادیانی وکالت کررہا تھا باؤنڈری کمیشن اس وقت حیرت زدہ رہ گیا جب ریڈ کلف کمیشن کو قادیانی جماعت کا الگ میمورنڈم پیش کیا گیا۔ تب مسلم لیگ کو اپنے پاؤں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی مسلم لیگی لیڈر گنگ ہوکر رہ گئے۔ انہیں پاکستان کا مستقبل تاریک ہوتا ہوا نظر آیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ میمورنڈم پیش کرنے والا غدار کون تھا؟ اس کے بارے میں دو حوالے پیش ہیں اول یہ کہ یہ میمورنڈم مرزا بشیر الدین محمود کے حکم پر سر ظفر اللہ قادیانی نے پیش کیا کیونکہ مرزا بشیر الدین اس سے پہلے اپنے ایک خطبے میں کہہ چکا تھا کہ:

ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک پاکستان کا بننا اصولاً"

(الفضل قادیان ۱۲، ۱۳ اپریل ۱۹۴۷ء) دوم یہ کہ حد بندی کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کے نمائندہ کے مقابلہ پر مرزائیوں نے اپنا نمائندہ بشیر احمد ایڈووکیٹ مقرر کیا۔ اور انجانے انداز میں ریڈ کلف کے ہاتھ مضبوط کر کے گورداسپور کی مسلم اکثریت کا علاقہ بھارت کو دلوایا اور کشمیر پر وہ عظیم مصیبت نازل کرنے کے سامان فراہم کئے گئے۔ جو آج تک بھارتی فوج کے نام سے کشمیر پر مسلط ہے۔ بہر حال یہ میمورنڈم پیش کرنے والا چاہے ظفر اللہ قادیانی ہو یا بشیر احمد قادیانی یہ حقیقت آج اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ میمورنڈم قادیانیوں نے پیش کیا اور اس میں گورداسپور کو ویٹی کن سٹی اسٹیٹ بنانے کا مطالبہ کیا۔ جو نامنظور ہو گیا گورداسپور میں مسلمانوں کی آبادی ۴۹ فیصد تھی ہندوؤں کی آبادی بھی ۴۹ فیصد تھی جبکہ قادیانیوں کی آبادی ۲ فیصد تھی۔

اب اگر تقسیم کے وقت قادیانی مسلم لیگ ہندوستانی مسلمانوں) کے ساتھ ہوتے تو ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی اکثریت ۵۱ فیصد ہو جاتی اور ہندو اقلیت ۴۹ فیصد رہتی۔ اس طرح یہ ضلع پاکستان میں شامل ہوتا لیکن قادیانیوں کے اس اقدام اور غداری کی بنیاد پر نہ صرف گورداسپور' پاکستان سے کٹ گیا بلکہ بھارت کو کشمیر ہڑپ کرنے کی کھلی راہ مل گئی۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ سر ظفر اللہ قادیانی (مسلم لیگ کے وکیل) نے اپنی مرضی پر مسلم لیگ کا لیبل لگا کر حد بندی کمیشن کے سامنے تحریری بیان میں یہ خطرناک تجویز پیش کی کہ پنجاب کی تقسیم کا یونٹ ضلع یا کمشنری کی بجائے تحصیل قرار دیا جائے اس تجویز سے کمیشن کے مسلمان ممبران ہکا بکا رہ گئے؟ ظفر اللہ قادیانی کی اس تجویز سے جو خطرناک نتیجہ برآمد ہوا وہ پاکستان کے لئے انتہائی مہلک اور پریشان کن ثابت ہوا یہاں تک کہ یہ سلگتی چنگاری شعلہ جوالہ بن گئی۔ بعد میں انہی شعلوں نے اپنی لپیٹ میں لے کر ہمارا امن و سکون برباد کر دیا اور اس سنگین نوعیت کی روک جو نہ صرف ہمارے عزائم میں دیوار چین کی مانند حائل ہو گئی بلکہ اس کے اثرات کی پرچھاؤں سے کشمیر کے پچاس لاکھ مسلمانوں کا مستقبل بھی تاریک ہو کر رہ گیا چنانچہ تحصیل پٹھانکوٹ میں ہندوؤں کی عددی اکثریت کا لحاظ کر کے اسے بھارت میں شامل کر دیا گیا۔ جبکہ مجموعی طور پر ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اگر قادیانی ساتھ ملتے۔ تحصیل کو یونٹ قرار دے کر حد بندی کمیشن نے تحصیل پٹھان کوٹ بھارت کو دے دی جس سے کشمیر کا راستہ اور دریائے راوی کا پانی بھارت کے حوالے کر دیا گیا اور مسلمان لیڈر دیکھتے رہ گئے اور ستم بالائے ستم یہ کہ سر ظفر اللہ قادیانی مقدمہ کشمیر کا وکیل بن کر یو این او میں جا پہنچا اور لمبی لمبی فضول اور بے ہودہ تقریریں کر کے وقت ضائع کرتا رہا اور مسئلہ کشمیر کو بے جان اور کمزور کرتا رہا۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

سر ظفر اللہ قادیانی نے اپنی کتاب "تحدیث نعمت" میں خود یہ اعتراف کیا ہے کہ تقسیم کا یونٹ ضلع یا کمشنری کی بجائے تحصیل کو قرار دینے کی تجویز خاص قادیانی ذہن کی پیداوار ہے سر ظفر اللہ قادیانی نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ تحصیل کو یونٹ قرار دیئے جانے سے یہ ہوتا کہ ضلع فیروز پور کی دو تحصیلیں نکودر اور جالندھر اور ان کے ساتھ مشرق کی طرف ملحقہ دسوہہ جو ضلع ہوشیار پور میں تھی اس میں نہ مسلمانوں کی اور نہ ہندوؤں کی اور نہ سکھوں کی اکثریت تھی اور فیصلہ کن کردار عیسائی آبادی کر سکتی تھی جس نے ریڈ کلف کو میمورنڈم بھیجا کہ انہیں مسلمانوں کے ساتھ شامل کیا جائے چنانچہ تحصیل کو یونٹ قرار دیئے جانے سے فیروز پور' زیرہ' نکودر' جالندھر اور دسوہہ پانچوں تحصیلیں مسلمان اکثریت کے علاقے شمار ہوتیں۔

پھر ایسی صورت میں اگر فیروز پور' زیرہ نکودر' جالندھر اور ریاست کپور تھلہ جو ان کے ساتھ تھی اور جس میں مسلم اکثریت تھی یہ سب پاکستان میں شامل ہو جاتیں تو امرتسر اور ترن تارن غیر مسلم اکثریت کے ملحق نہ ہو رہتے کیوں کہ چاروں طرف سے مسلم اکثریت کے علاقوں سے گھرے ہوئے تھے اس کے برعکس تحصیل پٹھان کوٹ میں غیر مسلموں کی اکثریت تھی یہ تحصیل کانگڑہ اور ضلع ہوشیار پور سے ملحق تھی جو غیر مسلم اکثریت کے اضلاع تھے۔ طرفہ تماشا یہ ہوا کہ جب تحصیل ہی یونٹ قرار پایا تو فیروز پور اور زیرہ کی تحصیلیں جن کے بارے میں ریڈ کلف نے کہا تھا کہ اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں یہ مسلمان اکثریت کے علاقے ہیں اور یہ پاکستان میں جائیں گے۔ لیکن یہ دونوں تحصیلیں بھی بھارت کو دے دی گئیں۔

پہلی بار انگریزوں نے ۱۸۴۶ء میں کشمیر کو ڈوگرہ حکومت کے ہاتھ ۷۵ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا اور اب ٹھیک سو برس بعد فرنگیوں نے جب دوسری بار کشمیر ہندوؤں کے قبضہ اقتدار میں دینے کی چال چلی تو اس کی بھاری قیمت بھارت سے نہیں بلکہ قادیانیوں کی غداری کی وجہ سے پاکستان سے وصول کی گئی گورداسپور کے راستے بھارت کو کشمیر سے منسلک کر کے برطانیہ نے پاکستان کی نظریاتی' جغرافیائی اور معاشی سرحد پر ایک ننگی تلوار لٹکا دی۔ بھارت کے پاس کشمیر پہنچنے کے لئے گورداسپور زمینی راستہ ہے۔

گورداسپور بھارت کے پاس جانے سے بھارت کو کشمیر میں مداخلت کا بھرپور موقع مل گیا اگر گورداسپور بھارت کے پاس نہ جاتا تو مہاراجہ کشمیر کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ پاکستان سے الحاق کرتا۔ پاکستان کے سارے دریا کشمیر سے آتے ہیں اور یوں پاکستان کی دولت کی ساری کنجیاں بھارت کے ہاتھ میں چلی گئیں۔

ہے سبزہ زار ہر در و دیوار غم کدہ
جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

جس وقت کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی تقدیر

کا فیصلہ ہو رہا تھا گورداسپور کے مسلمان اپنے گھروں میں اس امید کے چراغ جلائے بیٹھے تھے کہ گورداسپور ضرور پاکستان میں شامل ہو گا۔ لیکن جب قادیانیوں نے اپنے محضرنامہ کا سیاہ زہر آلود خنجران کی پشت میں اتار دیا تو وہ مارے حیرت کے تڑپ اٹھے ہندوؤں اور سکھوں نے ان کے گھر جلادیئے۔ باہر بھاگے تو نیزے ان کی چھاتیوں میں پروئے گئے معصوم بچوں کو ماؤں کے چھاتیوں سے نوچ کر ممتا بھری آنکھوں کے سامنے موت کا رقص کرایا گیا۔ ہنستے کھیلتے گبرو جوانوں کو گاجر اور مولی کی طرح کاٹا گیا۔ ہزاروں لڑکیاں ایسی اغوا ہوئیں کہ پھر ان کا انتظار کرتے کرتے والدین کی آنکھیں پتھرا گئیں ہندو سورماؤں کے ہاتھوں گھرے زخم اٹھانے والے ہزاروں زخمی اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے والے بیمار' وطن کی دہلیز کا بوسہ لینے کی تمنا دل ہی میں لئے راہی ملک عدم ہو گئے۔ غرضیکہ وہ حشر بپا ہوا کہ گورداسپور کی زمین خون مسلم سے سرخ ہو گئی فضائیں چیخوں اور آہوں سے بھر گئی اور ہواؤں میں آنسو تیرنے لگے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

درج ذیل بحث کو اختصار میں سموتے ہوئے مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

ا..... کشمیر کے حوالے سے ضلع گورداسپور پاکستان اور بھارت دونوں کے لئے زبردست اہمیت کا حامل علاقہ تھا اس لئے کہ بھارت کا کشمیر سے رابطہ صرف اسی ضلع کے ذریعہ ممکن تھا جبکہ پاکستان کے لئے کشمیر کا دفاع بھارت سے اس ضلع کے پاکستان میں شامل ہونے سے ہی ہو سکتا تھا۔ اسی ضلع کی تحصیل پٹھان کوٹ میں دریائے راوی پر مادھو پوری ہیڈ ورکس تھا جہاں سے اپر باری دو آب نہر نکلتی ہے جو ضلع ملتان تک کے علاقے کو سیراب کرتی ہے۔ دریائے بیاس ضلع گورداسپور کی مشرقی سرحد پر واقع ہے۔ جو دفاعی لحاظ سے قدرتی سرحد کا کام دیتا ہے۔ اگر ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل ہو جاتا تو پاکستان کو منگلا بند سے بے ترتیب نہریں نکالنے کی ضرورت پیش نہ آتی اور نہ ہی کشمیر پاکستان کے ہاتھوں سے نکل کر ایک مسئلہ بنتا۔

۲..... کشمیر کو اپنی تاریخی اور جغرافیائی اہمیت کے اعتبار سے لازماً" پاکستان کا حصہ ہونا چاہئے تھا کیوں کہ پاکستان میں بہنے والے سارے دریاؤں کا منبع اور سرچشمہ کشمیر ہے لہٰذا کشمیر اور پاکستان ایک دوسرے کے لئے لازم اور ملزوم تھے۔ اسی وجہ سے بابائے قوم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا۔ جب کانگریس اور مسلم لیگ کے نمائندے حد بندی کمیشن کے سامنے اپنا اپنا موقف بیان کر رہے تھے تو قادیانیوں نے اپنا الگ میمورنڈم پیش کیا۔ جس میں اپنے مرکز قادیان کے حوالے سے ضلع گورداسپور کو ویٹی کن سٹی کی طرح اسٹیٹ بنانے کا مطالبہ کیا تھا کمیشن نے قادیانیوں کا یہ والا مطالبہ تو نہ مانا۔ البتہ انہیں غیر مسلم قرار دے کر ان کا علاقہ ضلع گورداسپور بھارت میں شامل کر دیا جس سے بھارت کو کشمیر کی طرف راہ مل گئی اور اس جنت نظیر خطہ پر تسلط قائم کر لیا اور پاکستان کے لئے کشمیر ہمیشہ کے لئے ایک مسئلہ بن گیا۔

۳۔ تحصیل پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور کی جغرافیائی' دفاعی اور سیاسی اہمیت محتاج بیان نہ تھی کہ بھارت کو ریاست جموں و کشمیر تک پہنچنے کا واحد راستہ اسی تحصیل کے ذریعے مل سکتا تھا۔

اپر باری نہری نظام کا سب سے بڑا ہیڈ ورکس مادھو پور بھی اسی تحصیل میں تھا جسے مسلم لیگ کے وکیل اور قادیانی مقتداؤں کے نمائندہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے بھارت میں کرنے کی تجویز پیش کی اور دوسری تین تحصیلوں شکر گڑھ بٹالہ اور گورداسپور کو پاکستان میں شامل کرنے کی رائے دی جو کہ جغرافیائی نقطہ نظر سے ناممکن تھی۔ حد بندی کمیشن نے تحصیل پٹھان کوٹ تو ظفر اللہ خان کی تجویز کے مطابق بھارت کو دے دی اور دوسری دو تحصیلیں بھی جغرافیائی دشواریوں کا بہانہ کرکے بھارت کے حوالے کر دی گئیں۔ اس طرح بھارت پٹھان کوٹ تحصیل کے ذریعے کشمیر میں داخل ہو گیا۔ جو پاکستان کے لئے نہری پانی اور دفاعی لحاظ سے ہمیشہ کے لئے خطرات کا باعث بن گیا۔

بین ثبوت

قادیانیوں کی کشمیر سے غداری کو مزید واضح کرنے کے لئے ایک واقعہ بطور وکیل پیش کرتا ہوں تاکہ قادیانیت کا سیاسی پس منظر مزید عیاں ہو جائے ہوا یوں کہ جب ۱۹۶۵ء کی پاکستان و ہندوستان کی کشمیر میں لڑائی کے موقع پر وادی مندیر پر دشمن کا قبضہ ہو رہا تھا اور ستم رسیدہ مسلمان بھارتی فوجوں کے ظلم و ستم سے تنگ آکر پناہ کے لئے پاکستان ہجرت کر رہے تھے تو کرم دین نامی ایک قادیانی خفیہ مہم پر مندیر گیا ہوا تھا۔ وہاں بھارتی فوجوں نے اسے مسلمان سمجھ کر گرفتار کر لیا۔ لیکن جونہی اس شخص نے انہیں بتایا کہ میں مسلمان نہیں ہوں بلکہ قادیانی ہوں اور بھارتی حکومت کا وفادار ہوں اور اپنے قادیانی نبی کے الہامات "پیشن گوئیوں" کی رو سے قیام پاکستان کا مخالف ہوں اور یہ کہ ہم ہی نے آپ کو گورداسپور کی مسلم اکثریت کا علاقہ دلوایا اور ہمارے درویش آزادی سے قادیان میں حکومت پذیر ہیں نیز ہم مرزائی ہی تو ہیں جو رتن باغ سے محاذ چھمب (کشمیر) پر خالص مرزائیوں کے دستے بھیج کر آپ کی امداد کر رہے ہیں۔ تو نہ صرف بھارتی فوجوں نے اسے رہا کر دیا بلکہ انعام و کرام سے بھی نوازا اور پھر کسی خاص سمجھوتہ کے بعد اسے سرحد پار کر دیا گیا۔ یہ بات اب پورے طور پر واضح ہو گئی ہے کہ مرزائی کشمیری یا پاکستانی عوام کے کس حد تک خیرخواہ یا مددگار تھے۔

کشمیر میں مرزائیوں نے جو کچھ کیا اپنے مقاصد کے حصول کے لئے کیا مرزائی مسلمانوں کے حقوق پر ہاتھ صاف کر کے ان کی ریاست پر حکمراں ہونا چاہتے یا

باقی صفحہ ۲۲ پر

حضرت لقمان

حبیب احمد قریشی (متعلم جامعۃ العلوم)

تاریخ اسلام میں حضرت لقمان کا ذکر بحیثیت ایک حکیم اور ناصح کے بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ باب حکمت میں حضرت لقمان عربوں کی مشہور شخصیت ہیں۔ لیکن ان کے حالات اور نسب کے بارے میں اقوال میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ نبی تھے یا نہیں تھے اس بارے میں علماء تاریخ کے اقوال مختلف ہیں۔ لیکن اس بات میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ بہت بڑے حکیم تھے۔ اللہ نے ان کو حکمت و دانائی عقل مندی اور سوجھ بوجھ کا بڑا حصہ عطا فرمایا تھا۔

علامہ ابن جریر، علامہ ابن کثیر اور علامہ السہیلی وغیرہ مورخین کی تحقیق کے مطابق۔ یہ نسلاً" افریقی تھے اور عرب میں غلام کی حیثیت سے آئے تھے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں کہ لقمان سوڈان کے نوبی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے ظاہری وضع کے اعتبار سے پست قد بھاری بدن سیاہ رنگ اور موٹے ہونٹ تھے۔ مگر صفات کے اعتبار سے بہت بلند تھے۔

نہایت نیک عابد و زاہد تھے۔ بہت دانا اور صاحب حکمت تھے۔ حکمت سے ان کو بڑا وافر حصہ عطا کیا گیا تھا۔ قرآن شریف نے ان کے حالات کو ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

"بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی۔ (اور کہا کہ) اللہ کا شکر ادا کر۔ پس جو شخص اس کا شکر ادا کرتا ہے وہ اپنے نفس کے فائدے کے لئے کرتا ہے۔ اور جو کفر کرتا ہے تو اللہ بے پرواہ ہے۔ حمید ہے۔ اور جس وقت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (فرمان باری تعالیٰ ہے) اور ہم نے حکم کیا انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں اٹھاتی ہے اس کو اس کی ماں تکلیف در تکلیف جھیل کر اور دو برس کے اندر دودھ پلاتے رہنا۔ یہ کہ میرا شکر گزار بن۔ اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو۔ آخر میری ہی جانب لوٹنا ہے۔ اور اگر تیرے ماں باپ سختی کریں۔ اس چیز کے بارے میں کہ میرا شریک ٹھہرا کہ جس کے متعلق وہ نادانی اور جہالت میں ہیں تو اس میں ان دونوں کی پیروی نہ کر۔ اور دنیاوی زندگی میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کر اور پیروی اس شخص کی کر جو صرف میری جانب رجوع کرتا ہے اور پھر میری جانب تم سب کو لوٹنا ہے۔ پس اس وقت میں تم کو تمہارے کئے کی خبر دوں گا۔ اے میرے بیٹے بلاشبہ اگر زمین و آسمان میں اگر رائی کے دانہ کی برابر بھی کوئی چیز چھپی ہوتی ہے اور وہ پتھر کے اندر یا آسمانوں یا زمینوں میں کہیں بھی ہو اللہ اس کو لے آتا ہے۔ بے شک وہ دقیق مشاہدہ کرنے والا خبردار ہے۔ اے میرے بیٹے قائم کر نماز کو اور حکم کر بھلائی کا۔ اور برائی سے منع کر اور جو تجھ پر پڑے اس پر صبر کر۔ بے شک یہ عزائم امور میں سے ہے تو اپنے چہرے کو لوگوں سے (ازراہ تکبر) نہ پھیر۔ اور زمین پر اکڑ کر نہ چل۔ بے شک اللہ تکبر کرنے والے شیخی خور کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو نرم و پست کر۔ بے شک گدھے کی آواز بہت ہی ناپسندیدہ آواز ہے (نمبر ۱۲ تا ۱۹)

مذکورہ بالا آیات میں قرآن عزیز نے حضرت لقمان کی چند نصیحتوں کو بیان کیا ہے۔ ان کی نبوت کے بارے میں اقوال مختلف فیہ ہیں۔ اور محققین کی آراء اس بارے میں متضاد ہیں۔

علامہ محمد بن اسحاق کی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نبی تھے۔

جبکہ علامہ ابن جریر اور علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق ثابت کرتی ہے کہ وہ نبی نہیں تھے۔

اگر نبوت کے سانچے میں رکھ کر حضرت لقمان کی شخصیت کو پرکھا جائے تو بلاشبہ اس میں اقوال و افکار مختلف نظر آئیں گے لیکن اگر صاحب حکمت و دانا شخصیت کے اعتبار سے حضرت لقمان کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے۔ تو اس بارے میں تمام محققین کی روایات کا اتفاق نظر آتا ہے۔ اور ان کے صاحب حکمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

انہوں نے اپنے بیٹے کو بڑی کثرت سے نصائح کی ہیں۔ ان کی نصائح کے بارے میں روایت مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اتنی نصائح کی ہیں کہ اگر ہر نصیحت کے ساتھ ایک پتھر پھینکا جاتا تو اس کا پہاڑ بن جاتا۔

حضرت لقمان کے حالات زندگی پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اگرچہ دنیاوی اعتبار سے کسی بھی درجہ میں کیوں نہ ہو لیکن اپنی صفات کی وجہ سے بلند درجوں کا مستحق بن جاتا ہے اور صفات کے اعتبار سے مراتب کا استحقاق ہوتا ہے۔

جس طرح کہ حضرت لقمان کی صفات نے ان کو اس مرتبہ پر پہنچایا کہ قرآن میں اللہ نے ان کے حکیمانہ اقوال کو تعلیماً" نقل فرمایا۔ اور پوری سورۃ "سورۃ لقمان" ان کے نام سے موسوم ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے

ولقد اتینا لقمن الحکمۃ

اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی

(سورۃ لقمان)

ان کے وہ حکیمانہ اقوال جن کو قرآن نے نقل کیا ہے مندرجہ ذیل ہیں:

○..... اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے

○.....اے میرے بیٹے نماز قائم کر اور بھلی بات کا حکم کر اور برائی سے منع کر۔ اور مصائب پر صبر کر بے شک یہ بڑے کاموں میں سے ہے۔

○.....اپنا چہرہ لوگوں سے تکبر کے طور پر نہ موڑ۔

○. اے بیٹے زمین پر اکڑ کر نہ چل بے شک اللہ تکبر اور شیخی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

○... اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔ اپنی آواز کو پست و نرم کر۔ بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

یہ حضرت لقمان کے وہ نصائح ہیں جن کو قرآن نے نقل کیا ہے۔

اہل عرب میں حکمت لقمان بہت مشہور تھی اور اکثر ان کے حکیمانہ اقوال نقل کئے جاتے تھے۔ اور صحابہ کرام اور خود حضور پاک ﷺ نے بھی حضرت لقمان کے اقوال نقل فرمائے ہیں۔

حضرت لقمان کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم کو بادشاہ بنادیا جائے اور تم حق کے موافق حکومت کرو تو انہوں نے فرمایا کہ اگر میرے رب کی طرف سے حکم ہے تو مجھے عذر نہیں اور اگر اختیار ہے تو معافی کا خواستگار ہوں۔ فرشتوں نے پوچھا کہ لقمان یہ کیا بات ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ حاکم بڑی سخت جگہ میں ہوتا ہے ناگوار چیزیں اور ظلم ہر طرف سے اس کو گھیرلیتا ہے اس میں اس کی مدد ہو سکے یا نہ ہو سکے اگر حق کے موافق فیصلہ کرے تب تو اس کی نجات ہو سکتی ہے ورنہ جنت کے راستہ سے بھٹک جائے گا۔ اور کوئی شخص دنیا میں ذلیل بن کر دن گزار دے یہ اس سے بہتر ہے کہ دنیا میں شریفانہ زندگی گزار کر آخرت کے اعتبار سے ضائع ہوجائے۔ جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو دنیا اس سے چھوٹ جاتی ہے۔ اور آخرت کے کام کا نہیں رہتا۔ فرشتوں کو ان کے جواب سے بڑی حیرت ہوئی۔ اس کے بعد وہ سوگئے تو حق تعالیٰ شانہ نے ان کو حکمت کو ڈھانک دیا۔ (در منثور)

انہوں نے اپنے صاحبزادہ کو جو نصائح کی ہیں بڑی کثرت سے روایات میں موجود ہیں۔ ایک مرتبہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا وہ مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے کہا کیا تو فلاں قوم کا غلام نہیں ہے فرمایا ہاں میں ان کا غلام تھا۔ اس نے پوچھا کیا تو وہی نہیں ہے جو فلاں پہاڑ کے پاس بکریاں چرایا کرتا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں وہی شخص ہوں۔ اس شخص نے پوچھا کہ پھر تو اس مرتبے پر کیسے پہنچ گیا انہوں نے فرمایا کہ چند چیزوں کا اہتمام کرنے سے وہ چیزیں یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف' بات میں سچائی امانت کا پورا پورا ادا کرنا۔ بیکار گفتگو سے احتراز۔

ان کی نصائح جو اپنے بیٹے کے لئے فرمائے ہیں مندرجہ ذیل ہیں

○... بیٹا اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھو کہ اس کے عذاب سے بے خوف نہ ہوجاؤ۔ اور اس کے عذاب سے ایسا خوف کرو کہ رحمت سے ناامید نہ ہوجاؤ۔

○.....بیٹا رب اغفرلی کثرت سے پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کے اطاعت میں بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں آدمی جو کچھ مانگتا ہے مل جاتا ہے۔

○.....ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ بیٹا جو شخص جھوٹ بولتا ہے اس کے منہ کی رونق جاتی رہتی ہے اور جس شخص کی عادتیں خراب ہوں گی اس پر غم سوار ہوگا اور پہاڑ کی چٹانوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا احمقوں کے سمجھانے سے زیادہ آسان ہے۔

○... ان کا ارشاد ہے کہ بیٹا جھوٹ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو جھوٹ بولنا پرندے کے گوشت کی طرح لذیذ تو معلوم ہوتا ہے لیکن بہت جلد جھوٹ بولنے والے شخص کے ساتھ دشمنی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

○. بیٹا جنازہ میں اہتمام سے شرکت کیا کرو اور تقریبات میں شرکت سے گریز کیا کرو اس لئے کہ جنازہ آخرت کی یاد کو تازہ کرتا ہے اور تقریبات دنیا کی طرف مشغول کرتی ہیں۔

○.....بیٹا نہ تو تم اتنا میٹھا بنو کہ لوگ تمہیں نگل جائیں اور نہ اتنا کڑوا بنو کہ لوگ تمہیں تھوک دیں۔

○.....بیٹا تم مرغ سے زیادہ عاجز نہ بنو کہ وہ تو سحر کے وقت جاگ کر آواز لگانا شروع کردے اور تم اپنے بستر پر پڑے سوتے رہو۔

○. بیٹا توبہ میں دیر نہ کرو کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں وہ "دفعتہ" آجاتی ہے۔

○.....بیٹا جاہل سے دوستی نہ کرو ایسا نہ ہو کہ اس کی جہالت کی باتیں تمہیں اچھی معلوم ہونے لگیں اور حکیم (دانا) سے دشمنی نہ مول لو ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے اعراض کرنے لگے اور تم اس کی حکمتوں سے محروم ہوجاؤ۔

○.....اپنا کھانا متقی لوگوں کو کھلاؤ اور اپنے کاموں میں علماء سے مشورہ لیا کرو۔

○... ان کا ارشاد ہے کہ بیٹا نیک لوگوں کے پاس اپنی نشست کثرت سے رکھا کرو کہ ان کے پاس بیٹھنے سے نیکی حاصل کرسکو گے اور اپنے کو برے لوگوں کی صحبت سے دور رکھو کہ ان کے پاس بیٹھنے سے کسی خیر کی امید نہیں۔

○... ان کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لئے ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لئے پانی۔

○.....بیٹا تم جس دن سے دنیا میں آئے ہو ہر وقت آخرت کے قریب ہوتے جارہے ہو اور دنیا سے ہر دن پشت پھیرتے جارہے ہو۔ پس وہ گھر جس کی طرف تم روزانہ چل رہے ہو وہ بہت قریب ہے۔

○... بیٹا قرض سے اپنے کو محفوظ رکھو یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

○.....ان کا یہ بھی ارشاد ہے کہ بیٹا علماء کی مجلس میں کثرت سے بیٹھا کرو اور حکماء کی بات اہتمام سے سنا کرو۔ اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دل کو ایسا زندہ فرماتے ہیں جیسا کہ مردہ زمین زور دار بارش سے زندہ ہوتی ہے۔

ان کے جو اقوال صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

○... حکمت ودانائی مفلس کو بادشاہ بنادیتی ہے۔

○.....اے بیٹے خدائے تعالیٰ سے ڈر اور ریاکاری سے خدا کے ڈر کو ظاہر نہ کر کہ لوگ اس وجہ سے تیری عزت کریں اور تیرا دل حقیقتاً گناہ گار ہو۔

○.....اے بیٹا خاموشی میں کبھی ندامت نہیں اٹھانی پڑتی۔ کلام اگر چاندی ہے تو خاموشی سونے کی مانند ہے۔

○— جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

○— اپنے والد کے دوست کو محبوب رکھو۔

○.....بیٹا غیظ و غضب سے بچو اس لئے کہ شدت غضب دانا کے دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔

○.....بیٹا اچھی گفتگو کرنے والے بنو اور خندہ پیشانی اختیار کرو تب تم لوگوں کی نظروں میں محبوب بن جاؤ گے۔

○.....بیٹا ہمیشہ شر سے دور رہو شر تم سے دور رہے گا اس لئے کہ شر میں ہی شر پیدا ہوتا ہے۔

○.....کسی نے حضرت لقمان سے دریافت کیا سب سے بڑا عالم کون شخص ہے فرمایا کہ جو دوسروں کے علم کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کرتا رہے۔ پھر پوچھا سب سے بہتر آدمی کون ہے فرمایا کہ غنی ہے۔ سائل نے دریافت کیا غنی سے مالدار انسان مراد ہے فرمایا کہ نہیں بلکہ غنی وہ شخص ہے کہ اگر اپنے اندر خیر کو تلاش کرے تو موجود پائے ورنہ اپنے آپ کو دوسروں سے مستغنی رکھے۔ (در منثور)

فقیہ "ابو اللیث سمرقندی" نے اپنی کتاب "تنبیہ الغافلین" میں تحریر فرمایا ہے کہ جب حضرت لقمان کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا بیٹا میں نے اپنی زندگی میں تم کو بہت سی نصائح کی ہیں۔ اس آخری وقت میں تم کو چھ نصائح کرتا ہوں۔

۱..... دنیا میں اپنے آپ کو صرف اتنا ہی مشغول کرنا جتنی زندگی باقی ہے (اور وہ آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں)

۲..... حق تعالیٰ شانہ کی اتنی عبادت کرنا جتنی تمہیں اس کی احتیاج ہے۔ (اور ظاہر ہے انسان کو ہر وقت اللہ کی حاجت ہے)

۳..... آخرت کے لئے اسی قدر تیاری کرنا جتنا تمہارا وہاں قیام ہے۔ (اور ظاہر ہے مرنے کے بعد وہاں ہمیشہ رہنا ہے)

۴..... جب تک تمہیں جہنم سے خلاصی کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک اس سے خلاصی کی کوشش کرتے رہنا۔ (اور ظاہر ہے کہ موت تک اس کا کوئی یقین نہیں)

۵..... اور گناہوں پر اتنی ہی جرات کرنا جتنا جہنم کی آگ میں جلنے کا حوصلہ اور ہمت ہو۔ (اور ظاہر ہے کہ آگ میں جلنے کا کسی میں حوصلہ اور ہمت نہیں)

۶..... جب کوئی گناہ کرنا چاہو تو ایسی جگہ تلاش کر لینا جہاں اللہ اور فرشتے نہ دیکھ سکیں۔ (اور ظاہر ہے کہ ایسی جگہ کوئی نہیں) (تنبیہ الغافلین)

یہ حضرت لقمان کی چند نصائح ہیں جن کو مختلف تصنیفات و تالیفات سے حاصل کر کے راقم الحروف نے ایک جگہ جمع کیا ہے یہ حقیقت محتاج بیان نہیں ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اپنی پوری زندگی میں بڑی کثرت سے نصائح کی ہیں ان کا احاطہ اس مختصر مضمون میں دشوار و ناممکن ہے۔ ان نصائح کے بحر ذخار سے ان چند نصائح کو یہاں ذکر کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مسلسل بہتے ہوئے دریا سے چند گلاس پانی یا مسلسل گرتی ہوئی بارش سے چند قطرے حاصل کر لینا ہے۔

○

بقیہ: مکروہ پروپیگنڈہ

مسلمانوں کو ملا کر اپنا سیاسی نقشہ مرتب کرنے کی جدوجہد میں تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ مرزائیوں نے ماضی میں ہی یہ گل نہیں کھلائے بلکہ وہ آج تک اپنی انہیں کوششوں میں مصروف ہیں کہ اور ان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ کشمیر کو اپنی تحریک کی بنیاد بنایا جائے۔

اب ذہنوں میں سوال یہ اٹھتا ہے کہ قادیانیوں نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ اگر اس کا بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ جاننا کچھ مشکل نہ ہوگا کہ قادیانی اپنے آپ کو بھارت کے ساتھ الحاق میں زیادہ بہتر خیال کرتے تھے بلکہ قادیانیوں نے پاکستان بننے کے بعد پاکستان میں نہ آنے کا اعلان بھی کر دیا تھا۔

فرقان بٹالین جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے

مرزا بشیر الدین محمود کا یہ اعلان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء اقتدار انتقال تک سنا جاتا رہا مگر بعد میں اپنے آقا انگریز کے یہ سمجھانے پر کہ وہ پاکستان میں رہ کر انگریز آقاؤں کی خدمت بہتر طور پر کر سکتے تھے۔ پاکستان چلے آئے اور پنجاب میں دریائے چناب کے کنارے چنیوٹ کے قریب ربوہ کو قادیان کی طرز پر قادیانی اسٹیٹ بنا لیا۔

اسی وجہ سے قادیانیوں کی خواہش تھی کہ ضلع گورداسپور پاکستان میں شامل نہ ہو سکے تاکہ کبھی پاکستان میں حالات ان کے خلاف ہو جائیں تو وہ بحفاظت قادیان کی طرف مراجعت کر سکیں۔ (جاری ہے)

تباہی کی اصل بنیاد

"حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ 'آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر و فاقہ کا خطرہ نہیں' بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ دنیا تم پر اس طرح پھیلا دی جائے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر پھیلائی گئی پھر تم ایک دوسرے پر اس پر حرص کرنے لگو جس طرح پہلی امتوں نے حرص کی پھر وہ تم کو بھی اسی طرح ہلاک کر ڈالے جس طرح اس نے پہلوں کو ہلاک کر دیا۔"

کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ[1] مسیح موعود

[1] یونس: ۵۴

۵۷۹

ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم[2] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین[3]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ وایّد

مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

[2] بنی اسرائیل: ۳۷ [3] الاعراف: ۹۰

Result: Very right. Mirza died on May 26, 1908; Maulana in 1949. Mirza had said: If I am a liar, an impostor and a charlatan then I will perish in your lifetime. Proved: Mirza was a liar.

Prediction No. 2

In the same communication, Mirza wrote to Maulana Sahib:

"If that punishment which is not in the hands of a human being but only in God's Hands, such as plague, cholera, etc., and similar fatal diseases, and if the same do not descend upon you in my lifetime then I am not God-sent."

Result: Very right. Mirza died of cholera and Maulana lived on safe and sound long afterwards.

Proved: Mirza was "not God-sent."

(Hayat-e-Nasir, p.14, Ref: Qadiani Mazhab, Section), No.80 *Ref. No. 9.*

Ref. No. 9

Hayat-e-Nasir, p.14, Ref. Qadiani Mazhab Section I, No. 80.

فصل ?? قادیانی مذہب ۱۳۷

کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں۔

سیرۃ المہدی حصہ اول مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی

(۸۰) ہیضہ کا واقعہ (م) | آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی انبالہ صدر بازار [illegible] کے پاس معہ اپنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں۔

اشتہار واجب الاظہار منجانب بندہ غلام احمد قادیانی صاحب مورخہ ۱۱ مئی [illegible] مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول [illegible] مرتبہ قاسم علی صاحب قادیانی

ابتدا میں جب کبھی حضرت مرزا صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت و نگرانی کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور [illegible] جب کبھی سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمراہ ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے جس سفر میں آپ کو انتقال پیش آیا تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔

حضرت مرزا صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب قادیانی کے خودنوشت حالات مندرجہ حیات ناصر [illegible]

مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب قادیانی

(۸۱) ہانگ کانگ سے ایک مبلغ نے لکھا ہے کہ یہاں بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت

Prediction No. 3

For fifteen days Mirza carried on arguments with a Christian Padre, named Abdullah Atham, head of a local episcopal diocese. On the last date, June 5, 1893, Mirza predicted that within fifteen months, his adversary would be thrown into 'Haviya' (lower reaches of Hell). Mirza wrote in this respect:

Continued

+ ظاہر ہے کہ مباہلہ کی دو چار سطر کے لئے کسی فرصت کی ضرورت نہ تھی مباہلہ کا خلاصہ تو صرف یہ فقرہ ہے
کہ اپنا اور فریق ثانی کا نام لیکر خدا تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم میں سے جھوٹا ہے وہ ہلاک ہو۔
پس کیا ماسٹر مرلی دھر اور منشی جیون داس کو اتنی بھی فرصت نہ تھی کہ یہ دو سطر بھی نہیں لکھ سکتے تھے۔
بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں سچ کے مقابل پر ڈر گئے اور لیکھرام اپنی بدقسمتی سے شوخی و بے
اور اندھا دھند تھا اس نے اپنی فطرتی شوخی سے اس کی بلا اپنے ذمہ لے لی آخر مباہلہ کے بعد
۶ مارچ ۱۸۹۷ء بروز شنبہ اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ منہ

۳۴۰

بعض اعتراضوں کے جواب ۳۲۲ حقیقۃ الوحی

۲۱۹ آسمان پر عرش پر نہیں بلکہ سرب بیاپک ہے۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ وید ہی سب سے کامل
اور مقدس زبان کے پستک ہیں۔ آریہ ورت سے ہی تمام دنیا نے فضیلت سیکھی۔ آریہ لوگ ہی
سب کے استاد اوّل ہیں۔ آریہ ورت سے باہر جو بقول مسلمانوں کے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر
۶ ہزار سال سے آئے ہیں اور توریت۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن وغیرہ کتب لائے ہیں میں دلی یقین
سے ان پستکوں کو مطالعہ کرنے سے اور سمجھنے سے ...... ان کی تمام مذہبی ہدایتوں کو بناوٹی
اور جعلی اصل الہام کے بدنام کرنیوالی تحریریں خیال کرتا ہوں ...... ان کی سچائی کی دلیل سوائے
طمع یا مار دھاڑ یا تلوار کے انکے پاس کوئی نہیں ...... اور جس طرح میں اور امتی کے برخلاف باتوں کو
غلط سمجھتا ہوں ایسا ہی قرآن اور اسکے اصولوں اور تعلیموں کو جو وید کے مخالف ہیں ان کو غلط اور
جھوٹا جانتا ہوں [لعنۃ اللہ علی الکاذبین] لیکن میرا دوسرا فریق مرزا غلام احمد ہو وہ
قرآن کو خدا کا کلام جانتا اور اسکی سب تعلیموں کو درست و صحیح سمجھتا ہے۔ اور جس طرح میں
قرآن وغیرہ کو پڑھ کر غلط سمجھتا ہوں ویسے ہی وہ امی محض سنسکرت اور ناگری سے محروم مطلق
بغیر پڑھنے یا دیکھنے ویدوں کے ویدوں کو غلط سمجھتا ہے۔
اے پرمیشر ہم دونوں فریقوں میں سچا فیصلہ کر کیونکہ کاذب صادق کی طرح
کبھی تیرے حضور میں عزت نہیں پا سکتا۔
راقم آپکا ازلی بندہ لیکھرام شرما سبھاسد آریہ سماج پشاور
حال اڈیٹر آریہ گزٹ فیروز پور پنجاب۔

حاشیہ۔ مگر ہم نے وید نہیں پڑھے بھلا یہ تو غضب ہے کہ لیکھرام نے چاروں وید کنٹھ کر رکھے تھے اسلئے بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہہ سکتے ہیں۔ بحث اصولوں پر ہوتی ہے جبکہ آریہ سماج والوں نے اپنے اصول وید کے اصول شائع کر دئے قرآن پر بحث کرنا ایک عقلمند کا حق ہو اور میرا سرا غلط ہو گزمیں نے وید نہیں پڑھا۔ میں نے وید کے وہ ترجمے جو ملک میں شائع ہوئے اول سے آخر تک دیکھے ہیں۔ پنڈت دیانند کا وید بھاش بھی دیکھا ہوا ہو ماسوا قریباً چھبیس سال سے برابر آریوں سے مباحثات ہوتے رہے ہیں پھر یہ کہنا کہ وید کو میں نے نہیں پڑھا کس قدر جھوٹ ہے اور اگر آریہ صاحبوں کے پنڈت اب بھی لیکھرام کو وید کا فاضل تسلیم کر چکے ہیں تو میں وہ سرٹیفکیٹ دیکھنے کا مشتاق ہوں بلکہ لیکھرام کا نہ زرا بھی اس سے بڑھ کر نہیں جو خدا نے اسکے لئے فرمایا عجل جسد لہ خوار

۳۲۲

Result: The challenge was thrown early in 1888. By the end of 1888, the result was to be out in the form of some Divine Punishment on the Pandit, because Mirza had postulated it but nothing happened and the year of 1888 passed away normally. Pandit Lekh Ram lived much beyond 1889. Actually he died in 1897 and Mirza did not pay him Rs.500/-. In this way, Lekh Ram won the Mubahala and Mirza was proved a liar once again.

Conclusion: Respected readers must have noted from the above details that Mirza Q... case was presented before the Court of Allah five times, thrice against the Muslims, once against a Christian Padre and once against a Hindu Arya and, in each of the five cases, Allah's verdict went against him, declaring him a liar. Can any wise person even now doubt Mirza's duplicity, deceit and falsehood?

PART 2

SOME PREDICTIONS OF MIRZA THAT CAME TRUE

Prediction No. 1

Mirza in his communication to Maulana Sanaullah Amritsari wrote:

> "In your paper, you build up this reputation for me that this person imputes falsely, is a liar and is an arch-impostor. I have borne a lot of tortures from you yet endured them patiently .... If I am really a liar, an impostor and a charlatan, as you remember me in your paper, then I will perish in your lifetime".

Majmua-e-Ishtiharat Vol.3, p.578). Ref. No. 8.

Ref. No. 8

Majmua-e-Ishtiharat, Vol. 3, p.578-579.

۵۷۸

(۲۷۶)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یستنبئونک احق ہو قل ای و ربی انہ لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث
میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود و کذاب دجال
مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور
کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے
بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں
اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں
اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا
ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ
کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور
آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک
ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا

ٹھہرے گا جس کو بغیر تنازعہ کے فریقین خزانہ سرکاری میں یا جس جگہ باسانی وہ روپیہ
مخالف کو مل سکے داخل کر دیا جائیگا اور بحالت غلبہ خود بخود وہ روپیہ اس کے وصول
کرنے کا فریق مخالف مستحق ہوگا اور اگر ہم غالب آئے تو کچھ بھی شرط نہیں کرتے
کیونکہ شرط کے عوض میں وہی دعا کے آثار کا ظاہر ہونا کافی ہے۔ اب ہم ذیل میں
مضمون مباہلہ کو لکھ کر رسالہ ہذا کو ختم کرتے ہیں و باللہ التوفیق۔

بقیۃ حاشیہ نعفِ علیم ہر دم ہرا بخواند ✣ جز بتیغ مرگ نزدایں اغیار را و مارا
ہمت دل تشنۂ یار کو خندہ سوز ✣ دیگر نشان چہ باشد اقبال جاہ مارا
منہ

٣١

If these writings are put together, one will note that:

(1) Mirza challenged all Aryas to a Mubahala.

(2) His curse would show its effect in a year's time.

(3) If in one year's time nothing untoward happened to his rival and Divine fury fell on Mirza, he should be proved a liar in both the cases.

(4) When Mirza is proved a liar (as stipulated above), he would pay a fine of Rs.500/- to his adversary and this money he offered to deposit in advance. In case the adversary lost, then Mirza would not ask for any money because heavenly ill-omens would suffice to strike him down, as a result of Mirza's curses.

Pandit Lekh Ram, on behalf of Aryas, accepted the challenge which Mirza confirmed in his book, *Haqiqat ul Wahi*, in these words:

"May it be known that at the end of my book, *Surma-e-Chasham-e-Arya*, I had called some Arya people for a Mubahala .... As a result of my writing, Pandit Lekh Ram, in his pamphlet, *Khabt-e- Ahmadiya*, which he published in 1888......... held a Mubahala with me. (He closed his writing with the following prayer). 'O Parmeshwar (God) make decision between us truly because never can a liar glorify in Thy Audience against the truthful'."

(Roohani Khazain Vol.22, pp.326-332).

Ref. No. 7.

Ref. No. 7

Roohani Khazain, Vol. 22, pp.326-332.

٢١٣

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجال کو قتل کریگا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے
دجالی فتنہ رو بزوال ہو جائیگا اور خود بخود کم ہوتا جائیگا اور دانشمندوں کے دل
توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ دجال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔
ایک یہ کہ دجال اس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب کا کام چلاوے۔
دوسری یہ کہ دجال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے۔ پس قتل
کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس
کا نشوونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں
داخل ہوگا۔ اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی
یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس
کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا
کہ موت کے بعد وہ اس رتبہ کو پائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اسکو
ملے گا اور اسکی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جاملے گی۔ گویا ایک قبر میں ہیں
اصل معنے یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنے کرے۔ اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں
کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے روحانی قرب رکھتا ہے اس کی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ [1]

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائیگا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء
کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے
بچائے گئے۔

٧ ٢ النشان۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے۔ واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ

[1] الفجر: ٣٠-٣١ ٣٢٦

حقیقۃ الوحی ٣٢٧ بعض اعتراضوں کے جواب

٢١٣

کے خاتمہ میں بعض آریہ صاحبوں کو مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور لکھا تھا کہ جو تعلیم وید کی طرف
منسوب کی جاتی ہے صحیح نہیں ہے اور جو تکذیب قرآن شریف کی آریہ صاحبان کرتے
ہیں اس تکذیب میں وہ کاذب ہیں۔ اگر انکو دعویٰ ہے کہ وہ تعلیم جو وید کی طرف
منسوب کی جاتی ہے سچی ہے اور یا نعوذ باللہ قرآن شریف منجانب اللہ نہیں تو وہ مجھ سے
مباہلہ کرلیں۔ اور لکھا گیا تھا کہ سب سے پہلے مباہلہ کیلئے لالہ مرلی دھر صاحب ہیں جن کے بمقام
ہوشیارپور بحث ہوئی تھی۔ پھر بعد اس کے بجائے مخاطب لالہ جیونداس سکرٹری آریہ سماج
لاہور ہیں اور پھر کوئی اور دوسرے صاحب آریوں میں سے جو معزز اور ذی علم تسلیم کئے
گئے ہوں مخاطب کئے جاتے ہیں۔

میری اس تحریر پر پنڈت لیکھرام نے اپنی کتاب خبط احمدیہ میں جو ١٨٨٨ء میں
اس نے شائع کی تھی جیسا کہ اس کتاب کے اخیر میں یہ تاریخ درج ہے میرے ساتھ مباہلہ کیا
چنانچہ وہ مباہلہ کیلئے اپنی کتاب خبط احمدیہ کے صفحہ ٣٤٤ میں بطور تمہید یہ عبارت لکھتا ہے:۔
چونکہ ہمارے مکرم و معظم ماسٹر مرلی دھر صاحب و منشی جیوند اس صاحب بسبب
کثرت کام سرکاری کے عدیم الفرصت ہیں بنا براں اپنے اوستاد اور ان کے ارشاد سے
اس خدمت کو بھی نیاز مند نے اپنے ذمہ لیا۔ پس کسی دانا کے اس مقولہ پر کہ دروغگو را
تا بدروازہ باید رسانید عمل کرکے میرزا صاحب کی اس آخری التماس کو بھی یعنی مباہلہ کو

VERDICT ON QADIANIS

A Logical Approach

(SPECIAL PRESENTATION FOR THE YOUNG MEN OF TODAY)

By:
MAULANA MUHAMMAD YUSUF LUDHIANVI

Translated By
K.M. SALIM

Edited By
DR. SHAHIRUDDIN ALVI

نور

اسی میں بہت سا حصہ ان کی عمر کا گذر گیا اور اس کی تائید میں وہ اپنی خوابیں
بھی سُناتے رہے اور بعض مخالفوں سے انہوں نے مباہلہ بھی کیا۔ مگر کیوں پھر
دنیا کی طرف جھک گئے۔ لیکن ہم اب تک اس بات سے نومید نہیں ہیں کہ خدا
ان کی آنکھیں کھولے اور یہ امید باقی ہے جب تک کہ وہ اسی حالت میں
فوت نہ ہو جائیں۔

اور یاد رہے کہ خاص موجب اس اشتہار کے شائع کرنے کا یہی ہیں کیونکہ
ان دنوں میں سب سے پہلے انہی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ قرآن کی یہ دلیل
کہ "اگر یہ نبی جھوٹے طور پر وحی کا دعوٰی کرتا تو ہم اس کو ہلاک کر دیتا" یہ
کچھ چیز نہیں ہے بلکہ بہتیرے ایسے مفتری دنیا میں پائے جاتے ہیں جنہوں نے تئیس برس

۶۲

So, this was Allah's Decision, which confirmed again that Mirza was a Dajjal, Liar and arch-deceiver.

Case No. 5: Mirza invited Hindu Aryas for a Mubahala and himself said those exact words which he wanted them to utter at the time of Mubahala. He also proposed that after the Mubahala:

> "There shall be a waiting period of one year for the Divine Decision to come down. If after the passage of one year, Divine Punishment falls on the writer of this pamphlet and not on the adversary, then this humble self, in either case, shall suffer a fine of Rs.500/- which subject to mutual agreement, shall be deposited into the government treasury or wherever this amount is easily available to the adversary. In case he overcomes us he shall entitle himself to collect this sum automatically but if we overcome him we don't lay a wager. Our bet is the same prayer, that is, of heavenly signs befalling, and that's enough. Now, we conclude this pamphlet after writing down the subject matter of each of the two documents of Mubahala".

(Surma-e-Chasm-e-Arya, p.251; Roohani Khazain Vol. 2, p.301). Ref. No. 6.

Ref. No. 6

Surma-e-Chashm-e-Arya,p.251; Roohani Khazain, Vol. 2, p.301.

سرمہ چشم آریہ ۲۵۱ حاشیہ

مرے بیان کی گئی ہیں ان کو باطل اور دروغ خیال کرتے ہیں تو اس بارہ میں ہم سے مباہلہ کر
لیں اور کوئی مقام مباہلہ کا برضامندی فریقین قرار پاکر ہم دونوں فریق تاریخ مقررہ پر
اس جگہ حاضر ہو جائیں اور ہر یک فریق مجمع عام میں اُٹھ کر اس مضمون مباہلہ کی نسبت جو
اس رسالہ کے خاتمہ میں بطور نمونہ اقرار فریقین قلم جلی سے لکھا گیا ہے تین مرتبہ قسم کھا کر
تصدیق کریں کہ ہم فی الحقیقت اس کو سچ سمجھتے ہیں اور اگر ہمارا بیان راستی پر نہیں تو ہم پر اسی دنیا
میں وبال اور عذاب نازل ہو۔ غرض یہ دو عبارتیں ہر دو کاغذ مباہلہ میں مندرج ہیں۔
جو جانبین کے اعتقاد میں بحالت دروغ گوئی عذاب مترتب ہونے کے شرط پر اُن
کی تصدیق کرنی چاہیئے اور پھر فیصلہ آسمانی کے انتظار کے لئے ایک برس کی مہلت
ہوگی پھر اگر برس گذرنے کے بعد مؤلف رسالہ ہذا پر کوئی عذاب اور وبال نازل ہوا یا
حریف مقابل پر نازل نہ ہوا تو ان دونوں صورتوں میں یہ عاجز قابل تاوان پانسو روپیہ

جس کو اس دور میں منظور ہو اپنی
آئے وہ کام کرے "ختم نبوت" کے لئے

شاعر ختم نبوت' الحاج سید امین گیلانی' شیخوپورہ

رب کی توحید' محمدؐ کی رسالت کے لئے
میں ہمہ وقت ہوں تیار شہادت کے لئے

مرے اللہ' مجھے بازوں کی جگہ پر دیدے
اڑ کے پہنچوں میں ترے گھر کی زیارت کے لئے

میرا ایماں ہے یہی میرا عقیدہ ہے یہی
سر ہے سجدوں کے لئے دل ہے محبت کے لئے

ترے اخلاق سے خلقت تجھے پہچانے گی
ترا اخلاق ہی معیار ہے خلقت کے لئے

کوئی بھوکا ہو' تو اک نان ہی دیدے اس کو
کوئی دولت نہیں درکار سخاوت کے لئے

حق تعالیٰ کی حمایت بھی مری پشت پہ تھی
جب میں میدان میں تھا' حق کی حمایت کے لئے

کس قدر پیار ہے بندوں سے خدا کو' دیکھیں
انبیاء بھیجے ہیں بندوں کی ہدایت کے لئے

مرے مرشد نے یہ فرمایا کہ لازم کرلے
شکر نعمت کے لئے صبر مصیبت کے لئے

کیوں بشر بھول گیا نوح بشر کا اعزاز
اس کو اللہ نے چنا اپنی خلافت کے لئے

جس کو اس دور میں منظور ہو اپنی بخشش
آئے وہ کام کرے "ختم نبوت" کے لئے

اہل دنیا نے اٹھا رکھی ہے سر پر دنیا
تو انہیں [illegible] ہے دنیا سے بغاوت کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

۱۰ تا ۲۸ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ

2 تا 20 جنوری ۱۹۹۶ء

سالانہ قادیانیت و عیسائیت کورس

بمقام: مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی

حضرت مولانا بشیر احمد صاحب الحسینی

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب

حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب مسعود

حضرت مولانا خدا بخش صاحب شجاع آبادی

حضرت صاحبزادہ طارق محمود صاحب

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی

جناب اشتیاق احمد صاحب

جناب محمد متین خالد صاحب

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب

حضرت مولانا جمال اللہ الحسینی صاحب

حضرت مولانا حفیظ الرحمن صاحب

جناب طاہر رزاق صاحب ایم اے، لاہور

اور دیگر ماہرین فن لیکچر دیں گے

کورس میں شرکت کے لئے درجہ ثانیہ یا ایف اے، میٹرک یا اس سے اوپر کی تعلیمی قابلیت کا ہونا ضروری ہے۔ کورس میں علماء، خطباء، طلباء، ملازمین، تمام طبقہ جات سے وابستہ حضرات شرکت کرسکتے ہیں۔ شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، عالمی مجلس کی منتخب مطبوعات کا سیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ دیا جائے گا۔

موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا، پوزیشن حاصل کرنے والوں کو کتب انعام دیا جائیگا اور کامیاب شرکاء کو اسناد دی جائیں گی۔

درخواستیں سادہ کاغذ پر

نام ____ ولدیت ____

مکمل پتہ ڈاک ____

تعلیم ____

وفاق کا امتحان ہوتے ہی جو طلباء آجائیں گے ان کو رہائش، خوراک کی سہولت دی جائے گی البتہ تعلیم ۱۰ شعبان کو شروع ہوگی۔ آج سے ہی تمام دینی خواہان مجلس دینی تعلیم کے دلدادہ اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کوشش شروع فرمائیں اور ذیل کے پتہ پر درخواستیں بھجوائیں۔

درخواستوں کیلئے پتہ:

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری ناظم اعلیٰ مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان، پاکستان فون 514122